* یہاں پر اس سوال کا واضح جواب مندرجہ بالا احادیث سے مل جاتا ہے کہ کسی طلب کرنے والے کیلئے دعا کا طریقہ کیا ہونا چاہیے اور وہ ہے۔ انفرادی دعا جو ہاتھ اٹھا کر یا زبانی طور پر کی جا سکتی ہے۔ اجتماعی طور پر نہیں۔

* * * * *

٭ اجتماعی دعا کے متعلق ٭
٭ قدیم و جدید علماء کی تحریرات ٭

✻ ✻ ✻ ✻ ✻

٭ اجتماعی دعا کے متعلق ٭
٭ قدیم و جدید علماء کی تحریرات ٭

٭ اجتماعی دعا ناجائز و بدعت ہے۔ اس سلسلہ میں علمائے سلف اور علمائے خلف کے فتوے اور تحریرات قلمبند کئے جارہے ہیں۔ جو انہوں نے کتاب و سنت کی روشنی میں تحریر کئے ہیں۔

٭ امام مالک (متوفی 179 ہجری) کی تحریر ٭

احکام الدعاء میں امام مالک کا مذہب دعا اجتماعی بعد الفرائض میں یوں بیان کیا گیا ہے:

٭ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ و علماء کی ایک جماعت امامان مساجد و جماعات کی واسطے جہراً" دعا کرنے کو مکروہ و ناپسند کیا ہے۔ کیونکہ ایک تو اس میں امام کا لوگوں سے نماز میں آگے ہونا' اور پھر یہ بزرگی کہ اس نے اپنے آپ کو خدا اور لوگوں کے درمیان واسطہ ٹھہرایا ہے۔ کہ گویا ان کے فائدے اس کے ہاتھ پر بذریعہ دعا حاصل ہوتے ہیں۔ ان دونوں باتوں میں خطرہ ہے کہ اس میں کبر آئے۔ اور اس کا دل خراب ہو جائے اور اس حالت میں وہ خدا کی اطاعت سے زیادہ اس کی نافرمانی کا مرتکب ہووے۔ (1)

(1)۔ التحقیق الحسن فی نفی دعاء الاجتماعی بعد الفرائض و السنن صفحہ 24

٭امام ابن تیمیہ متوفی 728 ہجری٭
٭کے فتویٰ کا عربی متن٭

وسئل :

هل دعاء الامام والماموم عقیب صلاة الفرض جائز، ام لا؟

فاجاب : الحمد لله اما دعاء الامام والمامومین جمیعاً" عقیب الصلاة فهو بدعة، لم یکن علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم، بل انما کان دعاؤه فی صلب الصلاة، فان المصلی یناجی ربه، فاذا دعا حال مناجاته له کان مناسباً"۔

واما الدعاء بعد انصرافه من مناجاته و خطابه فغیر مناسب، وانما المسنون عقب الصلاة هو الذکر الماثور عن النبی صلی الله علیه وسلم من التهلیل، والتحمید، والتکبیر کما کان النبی صلی الله علیه وسلم یقول عقب الصلاة: "لا اله الا الله وحده لا شریک له، له الملک وله الحمد، و هو کل شئی قدیر، اللهم لا مانع لما اعطیت، ولا معطی لما منعت، ولا ینفع ذا الجد منک الجد۔"

و قد ثبت فی الصحیح انه قال: "من سبح دبر الصلاة ثلاثاً" و ثلاثین، و حمد ثلاثاً" و ثلاثین، و کبر ثلاثاً" و ثلاثین، فذلک تسعة و تسعون، و قال تمام المائة : لا اله الا الله وحده لا شریک له، له الملک، وله الحمد و هو کل شیء قدیر، حطت خطایاه - او کما قال - فهذا و نحوه هو المسنون عقب الصلاة، والله اعلم (1)

(1)- فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ جلد 22 صفحہ 519-520 اور مزید دیکھئے جلد نمبر 22 صفحہ 512، 513، 514، 515، 516، 517 اور 518۔

٭امام ابن تیمیہ کے فتویٰ کا اردو ترجمہ٭

سوال: کیا امام اور مقتدی کے لئے فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: امام ابن تیمیہ حمد و ثنا کے بعد فرماتے ہیں: نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا مل کر دعا کرنا بدعت ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ طریقہ نہ تھا بغیر اس کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر دعا مانگتے تھے۔ (1) کیونکہ نمازی اپنے رب کے ساتھ مناجات کرتا ہے۔ اور یہی وقت مناسب ہے دعا کے لئے۔ اور جب نمازی نماز ختم کر لیتا ہے تو اس وقت دعا مناسب نہیں ہوتی بلکہ جو اذکار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں: (سبحان اللّٰہ و الحمدللّٰہ و اللّٰہ اکبر و لا الہ الا اللّٰہ ...) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس انسان نے نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ اور 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر کہا تو یہ عدد بنتا ہے 99 اور 100 بن جاتا ہے (لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد و ھو علی کل شئی قدیر) پڑھنے سے اس کے جتنے بھی گناہ ہوں گے معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور اس طرح کے اذکار پڑھنا مسنون ہے نماز کے بعد۔ واللہ اعلم

---

(1)۔ نماز کے اندر دعا مانگنے کے مواقع (الف) تکبیرۃ تحریمہ کے بعد' (ب) رکوع کے اندر' (ج) رکوع کے بعد' (د) سجدہ کے اندر' (ر) دو سجدوں کے درمیان' (س) تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے۔

٭ امام ابن قیم متوفی 751 ہجری کی تحریر کا عربی متن ٭

واما الدعاء بعد السلام من الصلاة مستقبل القبلة او المامومين' فلم يكن ذلک من هديه صلى اللّه عليه وسلم اصلا" ولا روى عنه باسناد صحيح' ولا حسن ... (1)

امام ابن قیم کی تحریر کا اردو ترجمہ

نماز سے سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنا خواہ منہ جانب قبلہ ہو یا مقتدیوں کی طرف' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ میں ہرگز نہ تھا اور نہ اس کی نقل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسناد صحیح یا حسن کے ساتھ ملتی ہے اور نماز صبح یا عصر کے ساتھ اس کی تخصیص کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہیں تھا اور نہ خلفاء راشدین کا۔ نہ اپنی امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی راہنمائی کی۔

(1)- زاد المعاد' جلد اول صفحہ 257

امام شاطبی متوفی 790 ہجری کے فتویٰ کا عربی متن

احداھا: دعاء الامام للجماعة فی ادبار الصلوات' ھل فی السنة ما یعضدہ او ما ینافیه؟

فاجاب رحمه اللّٰه:

وقفت ارشدنا اللّٰه و ایاکم علی المسائل المکتتبة فوق ھذا و بمقلوبه-

والجواب: عن الاولی و باللّٰه التوفیق: ان دعاء الامام للجماعة فی ادبار الصلوات لیس فی السنة ما یعضدہ' بل فیھا ما ینافیه' فان الذی یجب الاقتداء به سید المرسلین محمد صلی اللّٰه علیه وسلم' والذی ثبت عنه من العمل بعد الصلوات اما ذکر مجرد لا دعاء فیه کقوله: (اللھم لا مانع لما اعطیت)- واشباہ ذلک' و اما دعاء یخص به نفسه کقوله: (اللھم اغفرلی ما قدمت و ما اخرت) واشباھه-

ولم یثبت عنه انه دعا للجماعة وما زال کذلک مدة عمرہ ثم الخلفاء الراشدون بعدہ' ثم السلف الصالح' الی ان نص العلماء علی ان الامام اذا سلم انصرف' ولا یعقد فی موضع امامته (1)

امام شاطبی کے فتویٰ کا اردو ترجمہ

سوال: اجتماعی دعا نمازوں کے بعد کرنا کیا اس کا اصل سنت سے ملتا ہے

---

(1)- فتاویٰ الامام الشاطبی صفحہ 127' 128 نیز دیکھئے کتاب الاعتصام الامام الشاطبی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 27' 252' 269' 353' 354' 357

یا نہیں؟

جواب : امام شاطبی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سوال کا جواب دیتا ہوں : کہ اجتماعی دعا نمازوں کے بعد کرنے کا سنت سے ثبوت نہیں۔ بلکہ سنت کے مخالف ہے۔ کیونکہ ہمارے اوپر سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء واجب ہے۔ اور جو فعل نبی کریم سے ثابت ہے نماز کے بعد وہ ہے ذکر فقط جس میں دعا نہیں ہے۔ جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (اللھم لا مانع لما اعطیت) اور اس کی شبیہ جو اذکار ہیں۔ اور جس میں فقط دعا ہے اپنے لئے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (اللھم اغفر لی ما قدمت و ما اخرت) یا جو دعا اس کے مشابہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں ہے کہ آپ نے اجتماعی دعا کرائی ہو' نماز کے بعد۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں یہ عمل نہ تھا اور نہ ہی خلفاء الراشدین اور سلف صالحین سے ثابت ہے حتیٰ کہ علماء سے ثابت ہے کہ جو امام نماز پڑھاتا ہے وہ جب نماز سے سلام پھیر لیتا ہے وہاں سے اٹھ جائے جہاں اس نے نماز کرائی ہے۔

٭ علامہ ابن حجر متوفی 852 ہجری کی تصریح ٭

علامہ احمد بن الحموی الحنفی شرح اشباہ و نظائر میں ایک خاص مسئلہ کی بحث کے نتیجہ میں اس طرح لکھتے ہیں اور ابن حجر نے اس کی تصریح کی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر جمع کے ساتھ دعا کرنا بدعت ہے۔ میں احمد کہتا ہوں ابن حجر نے جو کہا ہے وہ بالکل حق ہے جس میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ تعریف بدعت اس اجتماعی دعا پر صادق آتی ہے۔ (التحقیق الحسن صفحہ 21)

٭ مولانا عبدالحق محدث دہلوی ٭

شرح سفر السعادۃ میں تحریر فرماتے ہیں' یہ دعا جو آئمہ مساجد سلام پھیرنے کے بعد کرتے ہیں اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں چنانچہ عرب و عجم کے ملکوں میں رواج ہے یہ طریقہ نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ سے نہیں ہے اور اس باب میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہوئی ہے۔ (التحقیق الحسن صفحہ 20)

٭ مولانا انور شاہ کشمیری محدث ٭

٭ عرف الشذی شرح ترمذی میں لکھتے ہیں ٭

٭ جاننا چاہیے بے شک یہ دعا مروج ہمارے زمانہ میں جو فرض نمازوں کے بعد کی جاتی ہے' امام اور مقتدی سب مل کر دعا کرتے ہیں' ہاتھ اٹھاتے ہیں' آمین آمین کہتے ہیں' اس طرح کی دعا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی ہاں بعد الفرائض دعا کی ثبوت ہے با لکثرت مگر بلا اجتماع اور بغیر ہاتھ اٹھائے۔(التحقیق الحسن صفحہ 17)

٭ اور آپ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سب قلت علم اور کثرت جہالت کے نتائج ہیں اور جاہل افراط و تفریط میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے۔ (1)

---

(1)- نفائس مرغوبہ صفحہ 37 بحوالہ التحقیق الحسن 78-

٭ مولانا عبدالحیٔ صاحب نے ٭
٭ مجموعہ الفتاویٰ میں لکھا ہے ٭

٭ یہ طریقہ جو ہمارے زمانہ میں رواج ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا جیسے کہ ابن قیم نے زاد المعاد جلد اول صفحہ 257 میں اس کی صاف تصریح کرتے ہیں۔ (التحقیق الحسن صفحہ 20)

٭ مفتی محمد کفایت اللہ رقمطراز ہیں ٭

سوال: فرض نماز کے بعد امام بلند آواز سے دعا مانگتا ہے اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ یہ ٹھیک ہے کہ سنن و نوافل کے بعد انتظار کرنا اور اجتماعی دعا مانگنا سنت کے خلاف ہے مگر فرضوں کے بعد دعا مانگنا تو ثابت ہے؟

جواب: (541) اس طریقہ کو ضروری اور لازمی نہ سمجھا جائے تو مباح ہے مگر سنن و نوافل کے بعد سب کا موجود رہنا اور پھر اس طریقہ سے یہ دعا مانگنا واجب الترک ہے۔

سوال: نماز کے بعد تین دفعہ دعا مانگنے سے روکنا کیا صحیح ہے؟ ایسا ہی جمعہ کی رات سورت الملک پڑھنے سے روکنا اور اس کو بدعت کہنا ہیئت اجتماعی کے ساتھ ٹھیک ہے ☐۔

جواب: (543) نماز کے بعد تین تین بار دعا مانگنے کا التزام بدعت ہے۔ سورت الملک کو ہیئت اجتماعی پڑھنے کو رسم بنا لینا بدعت ہے۔ (التحقیق الحسن صفحہ 78-79)

* مفتی دارالعلوم کراچی لکھتے ہیں *

* احسن الفتاویٰ میں جناب رشید احمد صاحب لدھیانوی محدث و سابق مفتی دارالعلوم کراچی لکھتے ہیں : امام کے ساتھ بحیثیت اجتماعی دعا مانگنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین رحم اللہ میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں جس کا وجود ہی ثابت نہ ہوا اسے وجوب کا درجہ دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ جو امر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرون مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہ ہو اسے تصور کرنا یہ سمجھنے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے دین کو سمجھا نہیں یا پوری طرح پہنچایا نہیں اس لئے دین ناقص رہا جس کی تکمیل آج کررہے ہیں حالانکہ ارشاد ہے :

* (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا) (سورت المائدہ آیت/3)

ترجمہ: آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لئے مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت آپ پر مکمل کردی ہے اور آپ کیلئے اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے۔

آج ہم اپنے عمل سے اس آیت کریمہ (قول رب العالمین) کی تکذیب کررہے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 122 بحوالہ التحقیق الحسن صفحہ 77)

* فتاویٰ دارالعلوم دیو بند *

* امداد المفتین فتاویٰ دارالعلوم دیو بند میں سوال کیا گیا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا التزام بدعت ہے یا نہ؟ وہ لکھتے ہیں :

٭ مفتی دارالعلوم کراچی لکھتے ہیں ٭

٭ احسن الفتاویٰ میں جناب رشید احمد صاحب لدھیانوی محدث و سابق مفتی دارالعلوم کراچی لکھتے ہیں : امام کے ساتھ بحیثیت اجتماعی دعا مانگنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، تابعین، تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین رحم اللہ میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں جس کا وجود ہی ثابت نہ ہوا اسے وجوب کا درجہ دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ جو امر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم اور قرون مشھود لھا بالخیر سے ثابت نہ ہو اسے تصور کرنا یہ سمجھنے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ و سلم اور صحابہ کرام نے دین کو سمجھا نہیں یا پوری طرح پہنچایا نہیں اس لئے دین ناقص رہا جس کی تکمیل آج کر رہے ہیں حالانکہ ارشاد ہے :

٭ (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا) (سورت المائدہ آیت/3)

ترجمہ: آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لئے مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت آپ پر مکمل کردی ہے اور آپ کیلئے اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے۔

آج ہم اپنے عمل سے اس آیت کریمہ (قول رب العالمین) کی تکذیب کررہے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 122 بحوالہ التحقیق الحسن صفحہ 77)

٭ فتاویٰ دارالعلوم دیو بند ٭

٭ امداد المفتین فتاویٰ دارالعلوم دیو بند میں سوال کیا گیا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا التزام بدعت ہے یا نہ؟ وہ لکھتے ہیں :

الجواب: نفس دعا دبر الصلاۃ المکتوبہ تو بلا شبہ عام ہے۔ بعد المکتوبہ اور بعد السنن الرواتب کو لیکن گفتگو نفس دعا میں نہیں بلکہ دعا بہیتہ۔ اجتماعیہ میں ہے اس کی کوئی دلیل اور شاہد سلف اور خلف کے تعامل و آثار میں بعد الرواتب موجود نہیں۔ بہت سے علماء کو تو بہیتہ اجتماعیہ بعد المکتوبہ کے ثبوت میں بھی کلام ہے پھر اس نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ ختم مکتوبہ کے بعد مختصر سی دعا مسنون پر ہر شخص عمل کرے تو خود بخود اجتماع سابق باقی رہ جائے گا بالقصد اجتماع دعا کیلئے نہ ہوگا۔ (چند سطور کے بعد لکھتے ہیں) سنتوں کے بعد بہیتہ اجتماعیہ دعا کے نہ اس پر تعامل ثابت ہے اور نہ کسی حدیث اثر سے اس کا ثبوت ہے۔ تو اس پر اجتماع اور اس اجتماع کا التزام بلاشبہ بدعت کی حد میں آ جاتا ہے۔ (التحقیق الحسن صفحہ 74)

٭علامہ محمد رشید رضا مصری مدیر مجلّہ المنار٭

٭کتاب صیانۃ الانسان لمحمد بشیر سہسوانی کی تعلیقات میں لکھتے ہیں:

نمازوں کے بعد اذکار اور منقولہ دعاؤں کے بارے میں دونوں قولوں میں سے صحیح قول یہ ہے کہ یہ بیشک مستحب ہیں مگر اجتماعی اور اونچی آواز کی قید کے بغیر جس کو لوگوں نے شعائر دین کا درجہ دے دیا ہے' حالانکہ وہ شعائر دین میں سے نہیں۔ کیونکہ نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قید کا حکم دیا نہ صحابہ نے ایسا کیا نہ معتمد سلف نے۔ (1)

---

(1)- صیانۃ الانسان صفحہ 54 بحوالہ التحقیق الحسن صفحہ 36-

٭ محدث عصر حاضر شیخ محمد ناصر الدین البانی ٭
اجتماعی دعا کے متعلق فرماتے ہیں

٭ یہ بات انہوں نے ایک سائل کے جواب میں کہی تھی کہ "یہ ہندوستانی اور پاکستانی سلفیوں کی بدعت ہے۔" (تخریج و تعلیق صلاۃ الرسول صفحہ 499)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

❋ جماعت اہل حدیث کے جماعتی اخبار "الاسلام" کا ❋ اجتماعی دعا سے متعلق تحریر کا عکس ❋

إن الدين عند الله الإسلام

ہفت روزہ

مسلک اہلحدیث کا داعی

الاسلام لاہور پاکستان

جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

شمارہ ۴۳/۴۴ ۔ ۱۲/۶ شعبان ۱۴۰۵ھ ۔ جمعۃ المبارک ۲۵ مارچ یکم اپریل ۱۹۸۵ء ۔ جلد ۱۴

زیر سرپرستی محدث مولانا محمد عبداللہ امیر جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

مدیر اعلیٰ: بشیر انصاری

مجلس ادارت: حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری، قاضی محمد اسلم سیف، مولانا عبدالاعلیٰ رحمانی

قاتلوں کی عدم گرفتاری مجرمانہ غفلت ہے

صوبائی نفرت پھیلانے والوں کا سختی سے محاسبہ کیا جائے۔

احتجاجی جلسے، جلوسوں اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔

سیالکوٹ میں مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس

حضرۃ مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری، مولانا سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی مولانا عزیز الرحمٰن صاحب یزدانی، جناب عبدالوکیل صاحب صدیقی اور مولانا ابراہیم خادم قصوری کا مختلف عہدوں کیلئے انتخاب!

جمعیت اہلحدیث پاکستان کی مخلص، علمی اور متحرک قیادت کا یہ پہلو انتہائی درخشندہ اور تابناک ہے کہ اس نے جماعت میں شورائی و جمہوری اقدار کو پروان چڑھانے کیلئے ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے اور تمام مسائل کو جماعت کے بااختیار ادارہ مجلس شوریٰ میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ سانحۂ لاہور کے بعد سال سے بھی کم عرصہ میں مجلس شوریٰ کا یہ دوسرا اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

سلسلہ
تبصرہ
قسط ۱

نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

تحریر
صاحبزادہ برق التوحیدی
رفیق ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

ہمارے سامنے اس وقت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ترجمان ماہنامہ "الحق" کا شمارہ ۳ جلد ۲۳ دسمبر ۱۹۸۷ء ہے۔ جسمیں دارالعلوم کے "مفتی اعظم" مولانا محمد فرید صاحب کی تحریر بعنوان "استفتاء" ہے۔ موصوف نے اپنی اس تحریر میں جس انداز سے فتویٰ دیا ہے اسے فتویٰ نویسی سے زیادہ فتویٰ سازی کہنا چاہیے۔ کیونکہ مفتی اعظم ہونے کے ناطے سے فتویٰ نویسی کے جو آداب و تقاضے ہیں وہ یکسر اس تحریر میں عنقا ہیں۔ اور محض مغالطات و الزامات کا پلندہ یا تحریفات و تدلیسات کا شاہکار ہی کہا جا سکتا ہے۔ حالانکہ کسی مسئلہ پر بحث سے قبل اسکے مالہ وما علیہ پر عبور ہونا فتویٰ نویسی کیلئے از بس ضروری ہے۔ اور اس سلسلہ میں دیانت و صداقت کا مظاہرہ اولیں شرط مگر افسوس ہے کہ موصوف نے جس انداز میں مسلک اہلحدیث کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ اس میں ان دونوں باتوں کا فقدان ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کو مسلک اہلحدیث کے اصولوں اور اسکے مبادیات کا علم نہیں اور اگر ہے تو خبث باطن کے ہاتھوں مجبور ہو کر انہوں نے محض الزامات کا سہارا لیا ہے۔ مثلاً انہوں نے اہلحدیث پر بے سروپا افتراء پردازی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "..... جس چیز کے متعلق وحی میں ذکر نہ ہو، نہ نفیاً اور نہ اثباتاً۔ تو یہ لوگ اسکو نفی قرار دیتے ہیں۔ عدم الذکر اور ذکر العدم میں فرق نہیں کرتے"

حالانکہ اہلحدیث اصولی طور پر اس بات کے قائل و عامل ہیں کہ عدم الذکر عدم الوجود کو لازم نہیں مگر اہلحدیث کو بدنام کرنے کیلئے حضرت نے یہ افسانہ تراشا جو خود اہلحدیث سے متعلق انکے مبلغ علم کا آئینہ دار ہے کیونکہ اہلحدیث کے نزدیک عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں تاہم یہ اصول عام اور مطلق بھی نہیں بلکہ داعیہ و اسباب ہونے کے باوجود اگر کوئی چیز عدم الذکر ہو تو اس کا حکم معدوم الوجود کا ہوگا۔ مثلاً دعا بعد الاذان وغیرہ۔ لیکن اسکے باوصف انہوں نے اہلحدیث پر الزام تراشی محض اسلئے کی ہے کہ وہ بدعات کو سند جواز بخشنے کیلئے ایسا چور دروازہ کھولنا چاہتے ہیں جس کی راہ میں اہلحدیث سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اسلئے اہل بدعت کا تعارف شیخ عبدالقادر جیلانی کی زبان میں جو یہ ہے کہ وہ اہلحدیث پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں۔ اسی پس منظر میں ہے چنانچہ اہلحدیث پر یہ طعن و الزام لگانے کے بعد انہوں نے اپنے اصل مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر ایسی بدعت کی مثال دی ہے جس کا بدعت ہونا بقول موصوف محض "قرائن" ہی سے نہیں بلکہ دلائل سے ثابت ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اپنی جانب سے کسی قسم کے تبصرہ و تجزیہ کا حق محفوظ رکھتے ہوئے موصوف کی خدمت میں دعا بعد الصلوٰۃ پر صرف علماء احناف کی تصریحات پیش کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک اسکی کیا حیثیت ہے۔ چنانچہ امام حموی لکھتے ہیں "وصرح ابن الحجر بان الاجتماع للدعاء بو ضعہ بدعۃ اقول ما قال ابن الحجر ھو الحق الذی لا مریۃ فیہ فان تعریف البدعۃ صادق علیہ" (شرح اشباہ والنظائر ص ؟ بحوالہ تحقیق الحسن ص ..)

یعنی ابن حجرؒ نے واضح کیا ہے کہ یہ اجتماعی دعا بدعت ہے اور میرے نزدیک ابن حجرؒ کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اس اجتماعی دعا پر بدعت کی تعریف پوری آتی ہے۔

دیوبندیت کے خاتم الحفاظ سید انور شاہ کاشمیریؒ رقمطراز ہیں۔

"واما الامور المحدثۃ من عقد صورۃ الجماعۃ للدعا کجماعۃ الصلوٰۃ والانکار علی تارکھا ونصب امام ثم ائتمام بہ فیہ وغیر ذلک من قلۃ العلم وکثرۃ الجہل والجاھل مفرط او مفرط" (نفائس مرغوبہ بحوالہ مذکور)

یعنی نماز کے بعد اجتماعی دعا مانگنا بدعات میں سے ہے۔ اور یہ دعا نہ مانگنے والے پر اعتراض کرنا کم علمی اور جہالت ہے۔

اسی طرح معروف دیوبندی حنفی عالم مولانا ظفر احمد عثمانی اعلاء السنن میں لکھتے ہیں۔

"رحم اللہ طائفۃ من المبدعۃ فی بعض اقطار الھند حیث واظبوا علی ان الامام ومن معہ یقومون بعد المکتوبۃ بعد قرائتھم اللھم انت السلام ومنک السلام" (بحوالہ تحقیق الحسن)

یعنی العیاذ باللہ ہندوستان میں بعض حصوں تک ان بدعتیوں پر رحم فرمائے جنہوں نے فرض نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کے لیئے اللھم انت السلام کہنے کے بعد (دعا مانگنے کیلئے) کھڑے ہونا ضروری سمجھ رکھا ہے۔

علماء احناف کی ان تصریحات کے بعد ہم موصوف سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا اہلحدیث کیطرح ان دیوبندی علماء احناف نے بھی بنیادی غلطی کی ہے؟ کیا انہوں نے عدم ذکر سے عدم وجود کو لازم نہیں سمجھا؟ اور کیا ان بزرگوں نے بھی افتراء سے کام لیا ہے؟ اور کیا اسی اصول کی بنا پر ان بزرگوں نے اس دعا کو بدعت قرار نہیں دیا۔ جس کو تشیلاً بیان فرما کر آپ اہلحدیث کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔ ؎

تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے دیوبندی علمائے احناف کی ان تصریحات کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا تبصرہ بھی نقل کر دیا جائے کہ آج کے "مفتی اعظم" اور سابقہ "مفتی اعظم" میں سے کس کی بات صحیح ہے؟ ؎

کس کا یقین کیجیئے کس کا یقین نہ کیجیئے
آئی ہے بزم یار سے خبر الگ الگ

چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "ہمارے زمانے کے ائمہ مساجد کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرما دیں کہ قرآن و سنت کی تلقین اور بزرگان سلف کی ہدایات کو یکسر چھوڑ بیٹھے ہیں ہر نماز کے بعد دعا کی ایک مصنوعی سی کاروائی ہوتی ہے بلند آواز سے کچھ کلمات پڑھے جاتے ہیں۔ جو آداب دعا کے خلاف ہونے کے علاوہ ان نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہوتے ہیں جو مسبوق ہونے کی وجہ سے امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی باقیماندہ نماز پوری کر رہے ہیں۔ غلبہ رسوم نے اس برائی اور مفاسد کو انکی نظروں سے اوجھل کر دیا ہے۔ کسی موقعہ پر خاص دعا پوری جماعت سے کرنا مقصود ہو ایسے موقع پر ایک آدمی کسی قدر آواز سے دعا کے الفاظ کہے دوسرے آمین کہیں اس کا مضائقہ نہیں شرط یہ ہے کہ دوسروں کی نماز عبادت میں خلل کا موجب نہ بنیں اور ایسا کرنے کا طریقہ اور عادت نہ ڈالیں کہ عوام یہ سمجھنے لگیں کہ دعا کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ جیسا کہ آجکل عام طور سے ہو رہا ہے۔ (معارف القرآن ج۳ ص۵۷۸)

موصوف ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ "یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور شریعت اسلام کے احتیاط کی صریح مخالفت ہے کہ دعاؤں اور وظیفوں کو نماز فرض کیساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ وظیفے اور یہ دعائیں بھی گویا نماز کا جز ہیں جو امام یہ دعائیں اور وظائف سب مقتدیوں کو ساتھ لیکر نہ پڑھے اس کی نماز کو مکمل نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں۔ (سنت و بدعت ص۱۹ بحوالہ تحقیق الحسن[1])

---

(۱) یہ کتاب "التحقیق الحسن فی نفی الدعاء الاجتماعی بعد الفرائض والسنن" مشہور دیوبندی عالم مولانا عماد الدین صاحب ژوب بلوچستان کی تصنیف ہے جسمیں موصوف نے اسلاف دیوبند کے علاوہ بھی اکابر علماء کرام کی متعدد تصریحات کے ساتھ قرآن و سنت اور اصول ائمہ کی روشنی میں دعا کی فضیلت اور پھر دعا اجتماعی کا حکم نقل فرمایا ہے۔

٭ جامعہ اشرفیہ کے فتویٰ کا عکس ٭

کیا فرماتے ہیں علمائے دین

(۱) اشتہار کے بارے آپ کا کیا خیال ہے؟ (۲) جمعہ عیدین اور فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا مانگنا فرض ہے، سنت ہے؟ یا کہ بدعت ہے؟ (۳) اس اجتماعی دعا میں شامل نہ ہونے والے کو جو برا بھلا کہے وہ کیسا ہے؟ (۴) امام جس (؟) سال سے اجتماعی دعا کی فرض کی طرح پابندی کرتا ہے؟ (۵) جو امام اس اجتماعی دعا کو ضرورت تو نہیں سمجھتا مگر دوسروں کی ناراضگی یا حاضری کم ہو جانے کے ڈر سے مانگتا ہے۔ ان کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مطلع فرمائیں

جزاکم اللہ احسن الجزاء   فقط والسلام

[illegible]

فتویٰ جامعہ اشرفیہ کا خلاصہ	عیدین جمعہ و فرض نمازوں کے بعد اپنی اپنی دعا مانگنا سنت سے ثابت ہے مگر اجتماعی دعا مانگنا بدعت و حرام ہے

ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال وا لاکرام) قیل للا وزاعی کیف الاستغفار؟ قال : یقول "استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ" ھذہ روایة مسلم' والترمذی والنسائی الاان النسائی قال : ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا انصرف من صلاتہ استغفر اللّٰہ ثلاث مرات ثم قال : (اللھم انت السلام) وفی روایة ابی داؤد' والنسائی عن عائشة رضی اللّٰہ عنھا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا سلم قال : (اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام) وروی البخاری و مسلم عن وراد کاتب مولی المغیرة بن شعبة قال : املی علی المغیرة بن شعبة فی کتاب ابی معاویہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر کل صلاة (لا الہ لااللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی ء قدیر اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجد)

وروی مسلم فی صحیحہ عن عبداللّٰہ بن الزبیر رضی اللّٰہ عنھما انہ کان یقول فی دبر کل صلاة حین یسلم : (لا الہ لااللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ھو علی کل شی ء قدیر' ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ' لا الہ الا اللّٰہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمة ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن' لا الہ الا اللّٰہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون) وقال : کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یھلل بھن دبر کل صلاة' و فی روایۓ لمسلم ایضا قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ((من سبح دبر کل صلاة ثلاثا و ثلاثین و حمداللّٰہ ثلاثا و ثلاثین وکبراللّٰہ ثلاثا و ثلاثین فتلک تسع و تسعون' ثم قال تمام المائة لا الہ الا اللّٰہ

ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال وا لاکرام) قیل للا وزاعی کیف الاستغفار؟ قال : یقول "استغفراللّٰہ استغفراللّٰہ" ھذہ روایة مسلمؒ والترمذی والنسائی الاان النسائی قال : ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا انصرف من صلاتہ استغفراللّٰہ ثلاث مرات ثم قال : (اللھم انت السلام) وفی روایة ابی داؤدؒ والنسائی عن عائشة رضی اللّٰہ عنھا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا سلم قال : (اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام) وروی البخاری و مسلم عن وراد کاتب مولی المغیرة بن شعبة قال : املی علی المغیرة بن شعبة فی کتاب ابی معاویہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول فی دبر کل صلاة (لا الہ لااللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی ء قدیر اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذالجد منک الجد)

وروی مسلم فی صحیحہ عن عبداللّٰہ بن الزبیر رضی اللّٰہ عنھما انہ کان یقول فی دبر کل صلاة حین یسلم : (لا الہ لااللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ھو علی کل شی ء قدیرؒ ولا حول ولا قوة الا باللّٰہؒ لا الہ الا اللّٰہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمة ولہ الفضل ولہ الثناء الحسنؒ لا الہ الا اللّٰہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون) وقال : کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یھلل بھن دبر کل صلاةؒ و فی روایۃ لمسلم ایضا قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ((من سبح دبر کل صلاة ثلاثا و ثلاثین و حمداللّٰہ ثلاثا و ثلاثین وکبراللّٰہ ثلاثا و ثلاثین فتلک تسع و تسعونؒ ثم قال تمام المائة لا الہ الا اللّٰہ

وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ھو علی کل شی ء قدیر‘ غفر لہ خطایاہ وان کانت مثل زبد البحر)) ومن اراد المزید من الاطلاع علی الادعیۃ فعلیہ بالرجوع الی کتب الادعیۃ من کتب الجوامع‘ مثل : جامع الاصول‘ و مجمع الزوائد‘ والمطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ وغیرھا۔

وباللّٰہ التوفیق و صلی اللّٰہ علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ وسلم

اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء

عضو: عبداللّٰہ بن غدیان

نائب رئیس اللجنۃ: عبدالرزاق عفیفی

الرئیس: عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز(1)

٭ دارالافتاء سعودی عرب کے فتویٰ کا ترجمہ ٭

سوال: کیا فرائض نماز کے بعد امام اور لوگوں کیلئے اجتماعی دعا کرنا جائز ہے؟

جواب: عبادات توقیف (2) پر مبنی ہیں پس یہ جائز نہیں کہ کوئی کہے کہ یہ عبادت جائز ہے کیونکہ اس کی اصل (قرآن و سنت) سے عدد‘ طریق کار اور جگہ سے متعلق ثابت نہیں۔ کیونکہ اس کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی قولی فعلی یا تقریری حدیث سے ثبوت ملتا ہو۔ کیونکہ خیر و بھلائی سب کی سب حضرت محمد مصطفیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی اتباع میں ہے

---

(1)- فتویٰ رقم 2222 سوال نمبر 5‘ فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء : (51-44/3

(2)- اس کی نسبت توقیفی ہے۔ وہ امور جن میں شارع کی طرف سے نص و صراحت موجود ہو اور جس میں تبدیلی نہ ہو سکے جیسے قرآن مجید کی آیات و سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے۔

اور طریقہ محمدی سے کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد اجتماعی دعا کی ہو۔ اور اسی پر خلفائے راشدین' صحابہ کرام' تابعین اور تبع تابعین کا عمل تھا۔ اور جو کوئی طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدعت جاری کرتا ہے جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ ہو تو وہ عمل مردود ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

* (من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد) (1)

ترجمہ: جس نے کوئی ایسا کام کیا جس میں ہمارا حکم نہ ہو پس وہ مردود و باطل ہے۔

پس وہ امام جو سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھاکر اجتماعی دعا کرتا ہے اور مقتدی بھی اس کے پیچھے ہاتھ اٹھا کر آمین آمین پکارتے جاتے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی دلیل ہے جو اس فعل کو ثابت کرے تو لائیں ورنہ یہ عمل مردود ہی ہوگا۔ اب ہم آپ کے علم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ پیش کررہے ہیں کہ جب وہ نماز سے سلام پھیرتے تو تین دفعہ (استغفر اللّٰہ) کہتے پھر یہ دعا پڑھتے (اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام) اے اللہ تعالیٰ آپ ہی سلام ہیں اور آپ کی طرف سے ہی سلامتی ہے اے بابرکت صاحب جلال و اکرام۔

جب امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ استغفار کیسے ہوتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ (استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ) کہنا۔ اس روایت کو امام مسلم' امام ترمذی اور امام النسائی نے روایت کیا ہے مگر امام نسائی نے اس حدیث سے پہلے

(1)۔ صحیح مسلم کتاب الاقضیہ باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور حدیث نمبر 1718

کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے لفظ زیادہ روایت کیئے ہیں۔

امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں اس طرح روایت کیا ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کے بعد استغفراللہ تین مرتبہ کہتے پھر پڑھتے۔ (اللھم انت السلام) دوسری روایت جو سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی گئی ہے کہ جب آپ سلام پھیرتے تو آپ کہتے۔ (اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام) صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں متفق حدیث ہے۔ (اللولووالمرجان حدیث 347)

وراد جو حضرت مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے' بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھوایا جس میں تحریر کروایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔

* (لاالہ الااللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور ہر طرح حمد و تعریف صرف اسی ذات کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے معبود حقیقی! جو تو نے عطا فرمایا اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جو چیز تو روک دے اسے دینے والا کوئی نہیں اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے آگے کام نہیں دے سکتی۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنھما نے روایت کیا ہے

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے سلام پھیرنے کے بعد (لاالہ الااللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر ولاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ' لا الہ الا اللّٰہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثنا الحسن لاالہ الا اللّٰہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون) یہ پڑھتے تھے۔

صحیح مسلم میں ہی روایت ہے آپ نے فرمایا۔ جو کوئی ہر نماز کے بعد سبحان اللہ 33 بار' الحمدللہ 33 بار اور اللہ اکبر 33 بار پڑھتا ہے جو ملکر ننانوے (99) بنتے ہیں اور پھراس کے بعد یہ پڑھنے سے تعداد پوری ہوتی ہے :

* (لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے بادشاہی اور اسی کیلئے ہی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو یہ عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی ہے کہ اگر ایسے شخص کے گناہ سمندر کی جھاگ برابر بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

نیز جو شخص اس سلسلہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کا متمنی ہو تو وہ "کتاب الادعیہ" میں الجوامع مثلاً "جامع الاصول" مجمع الزوائد اور مطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ کا مطالعہ کرے۔(1)

---

(1)- نیز اس سلسلہ میں نیل الاوطار 341/2' سبل السلام 197/1 اور فقہ السنہ 249/1' اور عمل الیوم واللیلۃ النسائی' عمل الیوم واللیلۃ ابن السنی' الاذکار للنووی' الکلم الطیب ابن تیمیہ' الوابل الصیب ابن القیم الجوزیۃ' عدۃ الحصن الحصین للجزری' وظائف الیوم واللیلۃ السیوطی کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ

وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد والہ و صحبہ وسلم

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء

عضو: عبداللّٰہ بن غدیان

نائب رئیس اللجنة: عبدالرزاق عفیفی

الرئیس: عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز

* * * * *

٭ دارالافتاء اور موسسہ الحرمین کے مبعوثین ٭
٭ کی خدمت میں ٭

پاک و ہند میں دارالافتاء اور موستہ الحرمین سعودی عرب کے مبعوثین کی خدمت میں انتہائی دردمندی سے گزارش کروں گا کہ دارالافتاء اور موستہ الحرمین کی طرف سے ان کا تقرر پاک و ہند میں محض اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ قرآن و سنت کی سرفرازی کیلیئے کام کریں نہ کہ بدعات کے فروغ میں معاون ثابت ہوں۔

لہٰذا دارالافتاء کے فتویٰ کی روشنی میں لوگوں کو اس بدعت (اجتماعی دعا بعد الفرائض) کی حقیقت سے آگاہ کریں تاکہ بدعات کا قلع قمع ہو سکے اور وہ مراعات جو دارالافتاء اور موسسہ الحرمین اپنے مبعوثین کو تبلیغ صافی کے لئے فراہم کرتا ہے اس کا پاس کرکے عنداللہ سرخرو ہوں۔

لہٰذا خطبات جمعتہ المبارک اور دیگر تبلیغی اجتماعات میں اس بدعت کو خیر باد کہنے کے لئے کتاب و سنت کے صافی حوالہ جات پیش کرکے قوم کی دینی تربیت کا اہتمام کریں۔

تاکہ اسوہ رسول ہاشمی پر عمل پیرا ہونے والے شاد کام ہو سکیں۔

٭ و باللہ التوفیق و ھو یھدی الی سواء السبیل ٭

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

❊ اجتماعی دعا کے دلائل کے متعلق ❊

❊ مختلف تحریرات کی نقول ❊

* * * * *

فتنہ کے اس عظیم دور میں جہاں بے شمار مادی فتنے جنم لے رہے ہیں۔ وہاں مذہبی فتنوں اور نئے نئے مشرکی فتووں نے اسلام کو بازیچۂ اطفال اور امت مسلمہ کو تختۂ مشق اختلاف بنا کر رکھ دیا ہے۔ خالق کائنات سے انسان کے رشتہ و تعلقات میں رخنہ اندازی کے لیے جہاں شرک و بدعت کے قدیم و جدید مظاہرے نظر آرہے ہیں۔ وہاں خدائے رحیم و کریم سے دور کرنے، مقصد عبادت اور ثمر نماز سے محروم کرنے کے لیے۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے قولاً و عملاً روکا جا رہا ہے۔ حالانکہ نبی رحمت علیہ السلام نے فرض نماز کے بعد دُعا کو عبادت کا مغز اور نہایت قابل قبول قرار دیا ہے۔ گویا جو نماز کے بعد دُعا نہیں کرتا وہ روح نماز سے محروم رہ جاتا ہے۔ احادیث مصطفیٰ علیہ السلام ملاحظہ ہوں

○ عن الاسود بن عامر عن ابیه قال صلیتُ مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الفجر فلما سَلَّمَ انحرف وَرَفَعَ یَدَیْہِ ودعا۔ ترجمہ: حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ انور کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۰۷، فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۲۶۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ حل سوالات مشکلہ للنواب صدیق حسن خان البلاغ المبین ص ۲۶۵

○ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ۔ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم رفع یدہٗ بعد ما سَلَّمَ الخ۔ ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے

ہیں کہ امام الانبیاء علیہ السلام نے سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔
تفسیر ابن کثیر ص۵۴۲ ج ۱۔ تفسیر ابن جریر سورہ النساء زیر آیت ۹۷۔ ابن ابی حاتم۔
تحفۃ الاحوذی ص۲۴۵ ج ۱

○ عن عبد اللہ بن الزبیر انہ رای رجلا رافعا یدیہ قبل ان یفرغ من صلوتہ فلما فرغ منھا قال إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوتہ (رجالہ ثقات) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے فراغت نماز سے پہلے ہی (دعا کیلئے) ہاتھ اٹھا دیئے جب فارغ ہوا تو صحابیؓ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول مقبولؐ تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ (یہ حدیث صحیح اور قابل عمل ہے)

تحفۃ الاحوذی ص۲۴۵ ج ۱۔ مجمع الزوائد معجم الطبرانی بحوالہ مذکور۔ فتاوی ثنائیہ (شرفیہ) ص۵۰۱ ج ۱

○ عن الفضل بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ مثنی مثنی وتخشع وتضرع وتمسکن ثم تقنع بیدیک یقول ترفعھما الی ربک۔ ومن لم یفعل ذالک فھو خداج۔ ترجمہ:۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمان مصطفےؐ ہے کہ بنیادی نماز دو، دو رکعت خشوع وخضوع اور عجز ومسکینی نیز بعد از نماز ہاتھ اٹھا کر اپنے رب سے التجاء و دعا ہے ۔۔۔ جو شخص اس طرح نماز ادا نہیں کرے گا۔ اس کی نماز بے کار رہے۔ امام بخاری نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے۔

ترمذی شریف ص۵۱ ج ۱۔ ترمذی مع التحفہ ص۲۴۶-۲۹۸ ج اول۔ البلاغ المبین ص۲۶۵

فتاوی ثنائیہ ص۵۰۳ ج۱ -

محدثین کرام کا عمل

مذکورہ بالا احادیث سے نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا معمولات نبوی، سنت مصطفٰے اور طریقہ رسول معظم علیہ السلام صاف صاف نظر آرہا ہے - انکار کی قطعاً گنجائش باقی نہیں ہے -

اسی بنار پر محدث اعظم، شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی - مناظر اسلام حضرت مولانا ثنار اللہ صاحب امرتسری - شارح ترمذی حضرت مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری - شارح مشکوٰۃ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب محدث مبارکپوری اور دیگر بے شمار علمار اسلام نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا معمولِ حیات بنائے رکھا اور ان احادیث کو محبت قرار دیا - آج جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں وہ نادان، بے علم اور جاہل ہیں -

سنت پر عمل ضروری ہے

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی اکرم علیہ السلام سے ثابت ہو جانے کے بعد امام ہو یا، مقتدی سب نمازیوں کو اسی طرح دعا کرکے اٹھنا چاہیئے - ہمارے لیے نبی محترم علیہ السلام کی سنت ہی قابلِ عمل ہے اگر صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا عمل احادیث میں بیان نہیں ہوا تو آپ کی سنت معلوم ہونے کے بعد صحابہؓ کا طرز عمل معلوم کرنے کی ہمیں ضرورت بھی نہیں - تاہم ہمیں یقین کرلینا چاہیے کہ صحابہؓ کرام بھی سنت نبوی (اجتماعی دعا) پر لازماً عمل پیرا ہوتے ہونگے - تحریر میں نہیں آیا تو کیا ہوا - رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے یا چھوڑدینے کی وضاحت بھی تو احادیث میں بیان نہیں ہوئی - اگر وہاں عمل امت کی روشنی میں ہم ہاتھ چھوڑ رہے ہیں تو مذکورہ بالا اجتماعی دعاؤں میں بھی امت کا عمل صحابہ کرامؓ کے عمل ہی کا عکس انہی کی سنت کا آئینہ دار اور ان ہی کا یہ طریقہ مسلوکہ ہے - تمام اقطار عالم میں اجتماعی دعا کا یہ عمل اجماعِ امت کی حیثیت بھی رکھتا ہے - وباللہ التوفیق

نوٹ: تفصیل کیلئے ہماری کتاب (مخ العبادۃ یعنی آداب و اوقاتِ دعا) دیکھئے - عنقریب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے (المرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ کو اللہ کا واسطہ ہے ضرور پڑھیں اور غور سے پڑھیں!

تبلیغی سلسلہ ۱۰

اجتماعی دعاء کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے!!

پہلی دلیل ۔ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس وقت دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے (مشکوٰۃ شریف ص۸۹ ۔ ترمذی شریف) اس حدیث کا راوی جریج مدلس ہے

دوسری دلیل: ۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَفَعَ قَوْمٌ أَكُفَّهُمْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَسْأَلُوْنَهُ شَيْئًا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (الحدیث رواہ الطبرانی فی الکبیر ورواتہ ثقات کلھم مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص۱۶۹)

ترجمہ: ۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی **قوم** اپنی ہتھیلیوں کو سوال کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں اٹھاتی مگر اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ہاتھوں میں وہ چیز رکھتا ہے جس کا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے۔

میرے بھائیو! اس حدیث کو غور سے پڑھیے اور لفظ قوم پر دھیان کیجئے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اجتماعی دعاء کرنی چاہیئے ۔ قوم میں ایک آدمی یا دو آدمی نہیں ہوتے قوم کثیر لوگوں پر بولا جاتا ہے ۔ مذکورہ بالا حدیث طبرانی کبیر میں ہے اور مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص۱۶۹ میں لکھا ہے اور اسکے تمام راوی ثقہ ہیں ۔

تیسری دلیل: ۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعَ ثَلَاثَةٌ بِدَعْوَةٍ قَطُّ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يَرُدَّ أَيْدِيَهُمْ صِفْرًا (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی اکٹھے ہو کر دعاء نہیں کرتے کبھی بھی مگر اللہ تعالیٰ ضرور ان کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹائے گا۔ اس حدیث کو غور سے پڑھیئے اسمیں بھی تین آدمی کے اجتماع کو بیان کیا گیا ہے (یہ مثبت ہے)

چوتھی دلیل: ۔ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَضَمَّهُمَا وَقَالَ الدُّعَاءُ (كِتَابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ ص۲۰۵) ترجمہ: ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ملا کر رکھتے اور دعاء کرتے ۔ **یاد رکھیں** دعاء مانگتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر رکھنا چاہئے جو علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں وہ سنت رسولؐ کے خلاف ہے ۔ اور بالکل غلط ہے۔

پانچویں دلیل: ۔ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں ۔ صحابہ کرام اور تابعین کے ساتھ انکا یہ واقعہ منقول ہے کہ طلوع فجر کے وقت صبح کی اذان کہی گئی ۔ حضرت علاء صحابیؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز کو پورا کر لیا یعنی نماز سے فارغ ہوئے وَنَصَبَ فِي الْقُعُوْدِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَفَعَلَ النَّاسُ مِثْلَهُ ۔ یعنی حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے اور تمام لوگوں نے دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعاء کی ۔ اس حدیث کو بھی بار بار پڑھیں تو اس واقعہ سے اور صحابہ کرام کے عمل سے یہی پتا چلے گا کہ فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعاء مانگنی چاہیئے ۔

جو حضرات اس کو بدعت کہتے ہیں یا لوگوں کو دعاء کرنے سے منع کرتے ہیں وہ درحقیقت جاہل ہیں اور بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہیں ۔

۲۴ واں پارہ آیت ۵۹ ۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین ○ اس آیت کا ترجمہ پڑھیں ترجمہ والا قرآن لیکر ۔ پھر توبہ کریں کہ آئندہ کسی کو اجتماعی دعاء کرانے سے نہیں روکو گے ۔

فقط والسلام دعاء کا طالب
احقر: ۔ محمد اسحٰق شاھد غفر اللہ لہ
امام جونا مسجد اہلحدیث ۔ جوڑیا بازار ۔ کراچی

۱۴۰۷ھ
۱۹ رمضان المبارک
مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۸۷ء

نوٹ: ۔ ثواب کی نیت سے اس کی فوٹو کاپی کرا کر لوگوں میں تقسیم کیجئے ۔ (جزاکم اللہ)

٭ اجتماعی دعا کے دلائل کی حقیقت ٭

✻ ✻ ✻ ✻ ✻

٭ اجتماعی دعا کے دلائل کی حقیقت ٭

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنے سے متعلق جو ثبوت پیش کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت اور پیش کردہ احادیث کا تجزیہ پیش خدمت ہے تاکہ تحقیقی طور پر علم یقینی حاصل ہو کہ نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتماعی دعا کے مروجہ طریقے کا قطعی کوئی ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی قرون مفاضلہ میں خلفائے راشدین اربعہ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ اور دیگر معروف محدثین نے اس پر عمل کیا۔

1- بارش طلب کرنے والے صحابی کے واقعہ سے استدلال

1- "عہد نبوی میں دعا طلب کرنے والوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ دعاء" (1) کے عنوان میں تفصیل گزر چکی ہے۔ یہاں پر اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ "سچی بات غلط استدلال" کے مصداق اس دلیل کو استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ جمعہ مبارک کے خطبہ کے دوران ایک صحابی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا طلب کرنا آپ اور صحابہ کا اجتماعی دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا صرف اس نفس واقعہ سے تعلق ہے جب کہ ابھی تک نماز استسقاء کا مخصوص طریقہ رائج نہیں ہوا تھا بعد میں جب نماز استسقاء کا طریقہ رائج ہو گیا تو اس

---

(1)- صفحہ نمبر 165

پر عمل ساقط ہو گیا۔ جس کی مثال خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں قحط .... میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا نماز استسقاء کی صورت میں بارش طلب کرنا ثابت ہے جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی درخواست پر ہوا اگر سابقہ عمل جاری رہتا تو خطبہ جمعہ کے دوران کوئی صحابی بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کراتا جیسے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں ہوا نیز جو حضرات اس مذکورہ واقعہ سے اجتماعی دعا کی دلیل لیتے ہیں وہ ہرگز حق کی بات نہیں کر رہے۔ ہاں اگر اس واقعہ پر عمل کرنا ہی ہے تو بس خطبہ جمعہ کے دوران بارش کی طلب کی دعا کی جاسکتی ہے اس سے نماز کے بعد یا دیگر مواقع پر اجتماعی دعا کی دلیل کہاں ملتی ہے۔

2- حضرت ام عطیہ کی حدیث

2- ام عطية قالت: (امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين و ذوات الخدور، فيشهدن جماعته المسلمين و دعوتهم، ويعتزل الحيض عن مصلاهن...) (1)

ترجمہ: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہمیں دونوں عیدوں کے موقعہ پر حکم دیا گیا کہ حائضہ اور پردہ نشین خواتین بھی عیدگاہ میں

(1)- اللؤلؤوالمرجان، حدیث 511 و صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب وجوب الصلاۃ فی الثیاب۔ نیز صحیح بخاری میں دیکھیں حدیث نمبر 324، 351، 971، 974، 980، 981، 1652، و صحیح مسلم حدیث 890، و سنن ابی داؤد حدیث 1136، 1139، و جامع الترمذی حدیث 539، و سنن النسائی حدیث 390، 1558، 1559، و سنن ابن ماجہ حدیث 1307، 1308، و سنن الدارمی حدیث 1609، و مسند احمد: 5/84-

مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ حاضر ہو کر ان کی دعوت و تبلیغ میں شامل ہوں مگر حائضہ عورتیں نماز نہ پڑھیں۔

صحیح بخاری میں مختلف سات مواقع میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہے :

(الف) (و لتشهد الخير ودعوة المسلمين) (1)

ترجمہ: اور حاضر ہوں خیر و برکت اور مسلمانوں کی دعوت تبلیغ میں۔

(ب) (فيشهدن جماعة المسلمين و دعوتهم) (2)

ترجمہ: پس وہ شامل ہوں مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعوت تبلیغ میں۔

(ج) (فيكبرن بتكبيرهم و يدعون بدعائهم)(3)

ترجمہ: پس وہ ان کی تکبیرات اور ان کی دعا (دعوت تبلیغ میں) شامل ہوں۔

(د) (ان يخرج العواتق و ذوات الخدور ويعتزلن الحيض المصلى)(4)

ترجمہ: (وہ نکلیں) ہر صنف کی خواتین (جوان اور بوڑھی) مگر حائضہ عورتیں نماز نہ پڑھیں۔

(ر) (فليشهدن "وليشهدن" الخير و دعوة المومنين)(5)

---

(1)- صحیح بخاری کتاب الحیض باب شهود الحائض العيدين و دعوة المسلمين حدیث 324-

(2)- صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب وجوب الصلاة في الثياب حدیث 351-

(3)- صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب التكبير ايام منى حدیث 971

(4)- صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب خروج النساء والحيض الى المصلى حدیث 974

(5)- صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب اذا لم يكن لها جلباب في العيد حدیث 980

ترجمہ : پس حاضر ہوں وہ خیر و برکت اور مومنین کی دعوت و تبلیغ میں شمولیت کے لئے۔

(س) اس حدیث کے الفاظ حدیث نمبر351 کے ہیں۔ (کتاب العیدین حدیث 981)

(ص) (ولتشهد الخير و دعوة المومنين' فيشهدن الخير و دعوة المسلمين) (1)

ترجمہ : وہ خیر و برکت او مومنین کی دعوت تبلیغ میں شامل ہوں' وہ خیر و برکت اور مسلمانوں کی دعوت تبلیغ میں شامل ہوں۔

* اس حدیث کی تشریح میں کسی محدث و شارح نے دعا اجتماعی کی تشریح نہیں بلکہ اس سے مراد تکبیرات دعوت تبلیغ ذکر و نصیحت میں شامل ہونے کا لیا گیا ہے۔

3- عن يحيٰى بن سعيد و شريک سمعا انسا عن النبی صلی اللہ عليه وسلم :(رفع يديه حتى رايت رفع بياض ابطيه)(2)

ترجمہ : یحیٰ بن سعید اور شریک روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہم نے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اتنے اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

اس حدیث میں انفرادی دعا کا بیان ہے نہ کہ اجتماعی روایتی دعا کا۔ جب کہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ آپ نے اجتماعی دعا صرف تین مواقع پر کی۔

1- بارش کی طلب کیلئے خطبہ جمعہ دیتے وقت اور نماز استسقاء پڑھاتے وقت۔

2- وتروں میں دعائے قنوت پڑھتے وقت۔

---

(1)- صحیح بخاری' کتاب الحج' باب تقضی الحائض المناسک حدیث 1652-

(2)- صحیح بخاری' کتاب الدعوات باب رفع الایدی فی الدعا حدیث 6341-

3- دعائے قنوت نازلہ ادا کرتے وقت۔

یہاں پر بھی نماز کے بعد اجتماعی دعا کا ذکر تک نہیں۔

4- الدعا بعد الصلاۃ (نماز کے اختتام پر دعا)

یہ عنوان اس موضوع سے لگاؤ کھاتا ہے۔ مگر یہاں پر مجوزین اجتماعی دعا کی بن نہ پڑھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ غیر مالدار صحابہ گزارش کرتے ہیں "اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مالدار لوگ فضیلت درجات میں اور جنت میں سبقت لے گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ کیسے؟ جواب میں کہا گیا وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح راہ باری تعالیٰ میں جہاد کرتے ہیں مگر اموال کی تصریف میں وہ ہم سے بڑھ جاتے ہیں جب کہ ہمارے لئے مال و دولت خرچ کرنا ناممکن ہے" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں آپ کو اس بات سے آگاہ نہ کروں۔

4- (تسبحون فی دبر کل صلاۃ عشرا وتحمدون عشرا و تکبرون عشرا)

ترجمہ : کہ تم لوگ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ دس بار، الحمدللہ دس بار اللہ اکبر دس بار پڑھا کرو۔

یہاں بھی اس حدیث سے ہر فرض نماز کے بعد مذکورہ کلمات دس دس بار پڑھنے کا حکم ہے اجتماعی دعا کا نہیں۔(1)

---

(1)- صحیح بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء بعد الصلاۃ حدیث 6329، 6330، و صحیح مسلم حدیث 595، و سنن ابی داؤد حدیث 1504، و سنن الداری حدیث 1353، و مسند احمد: 2/238-

5- اجتماعی دعا کیلئے احادیث میں الفاظ بڑھا دیئے

5- عن جابر بن یزید بن الاسود، عن ابیہ قال: (صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اذا انصرف انحرف) (یہ الفاظ حدیث میں بڑھا دیئے گئے) (ورفع یدیہ و دعا)(1)

ترجمہ: جابر بن یزید بن اسود اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو نمازیوں کی طرف چہرہ اقدس موڑ لیا۔

اس حدیث میں ورفع یدیہ ودعا کا اضافہ کر دیا گیا ہے جب کہ ابو داؤد میں یہ حدیث اصل موجود ہے۔ دیکھئے حوالہ مذکورہ

6- عن یزید بن الاسود: (انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ الصبح فلما صلی انحرف) (جب کہ یہ الفاظ حدیث میں بڑھا دیئے گئے) (ورفع یدیہ ودعا)(2)

ترجمہ: یزید بن اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے نماز فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو اپنا چہرہ مبارک نمازیوں کی طرف پھیر لیا۔

ان دونوں کتب میں بڑھائے گئے الفاظ موجود نہیں ہیں اس سلسلہ میں

---

(1)- سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب الامام ینحرف بعد التسلیم حدیث 614، و ترمذی حدیث 219-

(2)- سنن النسائی کتاب السھو باب الانحراف بعد التسلیم حدیث 1334، اور ترمذی حدیث 219، اس حدیث کو ابن ابی شیبہ 302/1 میں بھی روایت کیا گیا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے صحیح احادیث دیکھیں۔ "فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا" (1) حدیث 6، 7 (ورفع یدیه ودعا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ہاتھ اٹھاتے اور دعا کرتے۔

اب ان لوگوں کی دیدہ دلیری دیکھیں کہ اجتماعی دعا نماز کے بعد ثابت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کردی جب کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

* (من كذب علي فليتبوا مقعده من النار) (2)

ترجمہ: جس شخص نے میری طرف جھوٹ منسوب کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

جب کہ اس حدیث کو فتاویٰ ثنائیہ (3)، فتاویٰ نذیریہ (4)، حل سوالات مشکلہ نواب صدیق حسن خاں اور البلاغ المبین میں درج کردیا گیا۔

7- ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر مانگنے والے کی دعا رد نہیں کی جاتی

7- حدثني احمد بن الحسن بن اديبويه، ثنا ابو يعقوب اسحاق بن خالد بن يزيد البالسي، ثنا عبدالعزيز بن عبدالرحمٰن

---

(1)- صفحہ نمبر 145

(2)- صحیح البخاری کتاب العلم باب ثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم حدیث 106- جب کہ یہ حدیث مختلف کتب میں 107 دفعہ صحیح اسناد سے روایت کی گئی ہے۔ دیکھئے "الاسرار المرفوعہ" صفحہ 12 اور "نظم المتناثر" حدیث 2-

(3)- فتاویٰ ثنائیہ 507/1، فتاویٰ نذیریہ 266/1، البلاغ المبین صفحہ 256-

(4) فتاویٰ نذیریہ- یہ حدیث بغیر سند کے روایت کی گئی ہے۔ دیکھئے فتاویٰ نذیریہ 454/1-

البالسی، عن خصیف، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال :

(مامن عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلاۃ ثم یقول اللھم الھی والہ ابراھیم واسحاق و یعقوب والہ جبرائیل و میکائیل و اسرافیل علیھم السلام، اسالک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر، وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی و تنالنی برحمتک فانی مذنب و تنفی عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرد یدیہ خائبتین)(1)

ترجمہ: جب کوئی بندہ ہر نماز کے بعد اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر کہتا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ تو میرا الٰہی اور معبود ہے جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق، حضرت یعقوب جبرائیل میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام کا بھی معبود ہے۔ کہ میں مضطرب ہوں لہٰذا میں آپ کی عالی خدمت میں سوال کرتا ہوں لہٰذا میری دعا قبول فرمائیں۔ مجھے دین پر قائم رکھ میں مصیبت زدہ ہوں مجھ پر رحمت فرما۔ بے شک میں گناہ گار ہوں مجھے فقیری سے محفوظ رکھ۔اور میں مسکین ہوں۔ تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ پر ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ اس کے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائے۔

* اس حدیث کے تین راویوں کے متعلق علمائے جرح و تعدیل کی آراء ملاحظہ کریں۔

---

(1)- ابن سنی کتاب عمل الیوم واللیلہ حدیث 138، فیہ خصیف بن عبدالرحمٰن الجزی و عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن و ھما ضعیفان۔

1- اسحاق بن خالد بن یزید البالسی :

روی غیر حدیث منکر یدل علی ضعفه' قاله ابو احمد بن عدی. قال: ولم یتفق لی اخراج شیء من حدیثه (1)

ترجمہ: یہ منکر حدیث روایت کرتا ہے۔ لہٰذا اس کی حدیث ناقابل عمل ہوتی ہے۔

2- عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن البالسی:

امام احمد بن حنبل کہتے ہیں :

ھذا الذی یروی عن خصیف' اضرب علی احادیثه ھی کذب' او قال موضوعه او کما قال عبدالرحمٰن' فضربت علی حدیثه (کتاب الضعفاء الکبیر 5/3 ترجمہ 962)

ترجمہ: یہ خصیف سے روایت کرتا ہے اس کی احادیث ناقابل عمل ہوتی ہیں کیونکہ وہ جھوٹی ہوتی ہیں۔ اس کی حدیث نہیں مانتا یا اس کی حدیث جھوٹی ہیں۔

3- خصیف :

* قال ابو طالب عن احمد : ضیعف الحدیث۔

* و قال حنبل عنه : لیس بحجة ولا قوی فی الحدیث۔

* و قال عبداللّٰه بن احمد عن ابیه : لیس بقوی فی الحدیث و قال مرة : لیس بذاک' قال ابی : خصیف شدید الاضطراب فی السند۔

* و قال ابن معین : لیس به باس' و قال مرة : ثقه۔

---

(1)- میزان الاعتدال 190/1 ترجمہ نمبر 750

* و قال ابو حاتم : صالح یخلط و تکلم فی سوء حفظه۔
* و قال النسائی : عتاب لیس بالقوی ولا خصیف و قال: مرة صالح۔
* و قال ابن عدی : ولخصیف نسخ و احادیث کثیرة واذا حدث عن خصیف ثقة فلا باس بحدیثه و روایاته الا ان یروی عنه عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن فان روایاته عنه بواطیل والبلاء من عبدالعزیز لا منه خصیف۔
* و قال ابن سعد : کان ثقه مات 137-
* و قال الدارقطنی یعتبر به یهم۔
* و قال الساجی : صدوق۔
* و قال الآجری : عن ابی داؤد قال احمد: مضطرب الحدیث
* و قال جریر : کان خصیف متمکنا فی الارجاء یتکلم فیه۔
* و قال ابو طالب : سئل احمد عن عتاب بن بشیر فقال: ارجو ان لا یکون به باس روی احادیث باخرة منکرة و ما اری الا انها من قبل خصیف۔
* و قال ابن معین : ان کنا نتجنب حدیثه
* و قال ابن خزیمة : لا یحتج بحدیثه
* و قال یعقوب : لا باس به۔
* و قال ابو احمد الحاکم : لیس بالقوی
* و قال الازدی : لیس بذاک

* و قال ابن حبان : ترکه جماعة من ائمتنا واحتج به آخرون و کان شخیا صالحا" فقیها" عابدا" الا انه کان یخطیء کثیرا" فیما یروی و یتفرد ان المشاھیر بما لا یتابع علیه و ھو صدوق فی روایته الا ان الانصاف فیه قبول ما وافق الثقات فی الروایات و ترک مالم یتابع علیه و ھو ممن استخیر اللّٰه تعالیٰ فیه و قد حدث عبدالعزیز عنه عن انس بحدیث منکر ولا یعرف له سماع من انس' (التھذیب 124/3' ترجمہ 275)

قال الامام الذھبی : "صدوق سیئی الحفظ' ضعفه احمد" توفی 136ھ (الکاشف ترجمہ نمبر1400)

ترجمہ: سچا مگر غافل (بھول جانے والا' کمزور حافظے والا) امام احمد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ 136ھ میں وفات پائی۔

حافظ بن حجر : ان کے بارے میں اپنے ریمارکس یوں بیان کرتے ہیں:

صدوق سئی الحفظ خلط باخرة ورمی بالا رجاء (التقریب 1718)

ترجمہ: سچا مگر غافل (بھول جانے والا' کمزور حافظے والا) آخری عمر میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ جب کہ یہ بدعتی بھی تھا۔

یہ تھے تمام علماء جرح و تعدیل کے اقوال خصیف کے بارے میں۔

* * * * *

٭ الجرح مقدم علی التعدیل ٭

جرح مقدم ہوتی ہے تعدیل پر

بعض نقاد حدیث نے خصیف کو ثقہ بھی کہا ہے۔ مثلاً" ابن سعد نے خصیف کو ثقہ' علامہ ساجی نے اس کو صدوق' یعقوب بن سفیان نے لاباس اور عتاب بن بشیر نے خصیف کو لاباس کہا ہے۔ یعنی اس سے حدیث قبول کرلی جائے۔

جرح اور تعدیل کا مسلمہ اصول ہے کہ جب ایک راوی پر علمائے حدیث اس پر تعدیل کا حکم لگائیں اور کچھ اسے مجروح قرار دیں تو ایسے راوی کو مجروح ہی تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ لہٰذا اسی اصول کے مطابق یہاں بھی خصیف سے ایسا عمل کیا جائے گا۔ نیز اس کے علاوہ اس شخص سے حدیث نہ قبول کرنے کے اور ٹھوس وجوہات موجود ہیں۔ مثلاً" وہ سئی الحفظ (بھول جانے والا تھا) اس پر بدعتی ہونے کا الزام تھا جب کہ بدعتی کی حدیث بھی قبول نہیں کی جاتی۔ حالانکہ صدوق سئی الحفظ سے حلال و حرام کے علاوہ حدیث قبول کرلی جاتی ہے مگر سب سے بڑا اور قوی الزام جو اس شخص پر ہے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے لقا (ملاقات) ثابت ہی نہیں لہٰذا انقطاع ہوا۔ تو جس راوی میں صحابی سے انقطاع ہو وہ حدیث ضعیف ہوتی ہے جب کہ اس سند کے دو راوی اور بھی ضعیف ہیں لہٰذا

ضعیف حدیث پر عمل کرنا جب کہ صحیح احادیث موجود ہوں قطعی غلط ہوتا ہے۔ جب کہ اس حدیث پر علامہ جلال الدین سیوطی نے "ہذا الحدیث واہ" یہ حدیث واہ ہے کا حکم لگایا ہے۔ (ملاحظہ کریں صلاۃ الرسول صفحہ 488)

اور وہ حدیث اضعف یعنی ضعیف ترین ہوتی ہے جس پر عمل نہیں کیا جاسکتا نیز اس سلسلہ میں "اصول عمل حدیث" (1) کا عنوان اس کتاب میں ملاحظہ کریں۔ اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوتی تو دعاء انفرادی ثابت کرتی۔

8- نماز کے بعد دعا نہ مانگنا نماز کو ساقط کردیتا ہے

8- عن المطلب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: (الصلاۃ (2) مثنی مثنی ان تشھد فی کل رکعتین' وان تباء س و تمسکن و تقنع بیدک و تقول اللھم اللھم (3) فمن لم یفعل ذلک فھی خداج' سئل ابو داؤد عن صلاۃ اللیل مثنی' قال ان شئت مثنی' وان شئت اربعا) (4)

ترجمہ: مطلب نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

---

(1)- صفحہ نمبر 259

(2)- ابن ماجہ میں الفاظ صلاۃ اللیل مثنی مثنی کے ہیں۔

(3)- سنن الترمذی میں یارب یارب کے الفاظ ہیں۔ جب کہ سنن ابن ماجہ میں یہ الفاظ اللھم اغفرلی وارد ہوئے ہیں۔ مسند احمد اور مسند ابو داؤد الطیالسی کے الفاظ ابو داؤد کے الفاظ جیسے ہیں جب کہ فیض القدیر کے الفاظ ابن ماجہ کی حدیث سے ملتے جلتے ہیں۔

(4)- سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی صلاۃ النھار حدیث 1296 و جامع الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجا التخشع فی الصلاۃ حدیث 385 و سنن ابن ماجہ' کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا' حدیث 1325 مسند احمد: 167/4 و مسند ابو داؤد الطیالسی حدیث 1366 و سنن الکبریٰ النسائی بحوالہ "تحفۃ الاشراف" حدیث 11288 و فیض القدیر حدیث 5090' اور دیکھئے علل الترمذی الکبیر 258/1-

کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہے۔
پھر تشہد بیٹھو یعنی سلام پھیرو پھر اطمینان سے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرو اور کہو اے اللہ۔ اے اللہ تعالٰی پس جو شخص ایسا نہیں کرتا تو اس کی نماز ناقص ہوگی۔ ابو داؤد سے سوال کیا گیا کیا رات کی نماز دو رکعت ہے تو انہوں نے کہا اگر چاہو تو دو رکعت پڑھو یا چار رکعت نماز ادا کرو۔

* تخریج حدیث *

* نقد سند *

مندرجہ بالا حدیث حوالہ دی گئی کتب میں تین اسناد کے ذریعہ روایت کی گئی ہے۔ تینوں اسناد میں عبداللہ بن نافع العمیا مشترک راوی ہے۔ اس راوی کے متعلق محدثین کے آراء ملاحظہ کریں۔

* امیر المومنین امام بخاری فرماتے ہیں۔ لم یصح حدیثه "اس کی حدیث صحیح نہیں ہوتی۔" (تاریخ الکبیر 5 ترجمہ 685 و 3 ترجمہ 972)

جب کہ انہوں نے یہ الفاظ بھی تحریر کئے ہیں : هو حديث لا يتابع عليه ولا يعرف سماع هولاء بعضهم من بعض۔

یہ حدیث متابعات سے بھی صحیح ثابت نہیں کیونکہ ان بعض راویوں کا آپس میں سماع مفقود ہے۔

* امام عقیلی (1)، امام ذہبی (2)، اور امام خزرجی (3) نے اپنی کتب میں جن کے حوالے درج کئے ہیں۔ عبداللہ بن نافع العمیا کے ترجمہ میں امام بخاری کا قول

(1)- الضعفاء 2 / ترجمہ 893 -

(2)- میزان الاعتدال 2 / ترجمہ 4644، و الکاشف 2 / ترجمہ 3052 -

(3)- خلاصہ تذھیب صفحہ 216

"لم یصح حدیثه" نقل کیا ہے۔
* امام علی المدینی نے اس راوی کو مجہول کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب 6 ترجمہ 98)
جب کہ ابن حبان نے اس راوی کا ترجمہ تو کیا ہے مگر بغیر تعدیل کے۔
یاد رہے کہ ابن حبان محدثین کے نزدیک متساہل مانا جاتا ہے۔ (1) کیونکہ یہ مجاھیل کو بھی ثقات میں شمار کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے ثقات پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اسی بنا پر امام ابن حجر عسقلانی نے اس راوی کو مجہول کہا ہے۔
(التقریب ترجمہ 3658)

کیونکہ ایسے راوی سے محض ایک راوی نے حدیث روایت کی ہو اور کسی امام جرح و تعدیل نے اس کی تعدیل نہ کی ہو۔ امام ابن حجر نے تعدیل کے چھ مراتب مقرر کئے ہیں۔ (2) جب کہ چھ مراتب ہی جرح کے مقرر کئے ہیں اور جرح کے تیسرے مرتبہ میں مجہول کا شمار کیا ہے۔ اس لئے جس سند میں بھی ایسا مجہول راوی آئے گا تو وہ سند ہی ضعیف قرار پائے گی۔ جب کہ امام عقیلی نے اس حدیث کی اسناد پر طعن کی ہے۔ (الضعفاء 2/ترجمہ 893)

اس حدیث کی تینوں اسناد ملاحظہ کریں :

1- حدثنا ابن المثنی حدثنا معاذ بن معاذ' حدثنا شعبة حدثنی عبدربه بن سعید عن انس بن ابی انس عن عبدالله بن نافع عن عبدالله بن الحارث عن المطلب (3)

2- حدثنا سوید بن نصر حدثنا عبدالله بن المبارک اخبرنا

---

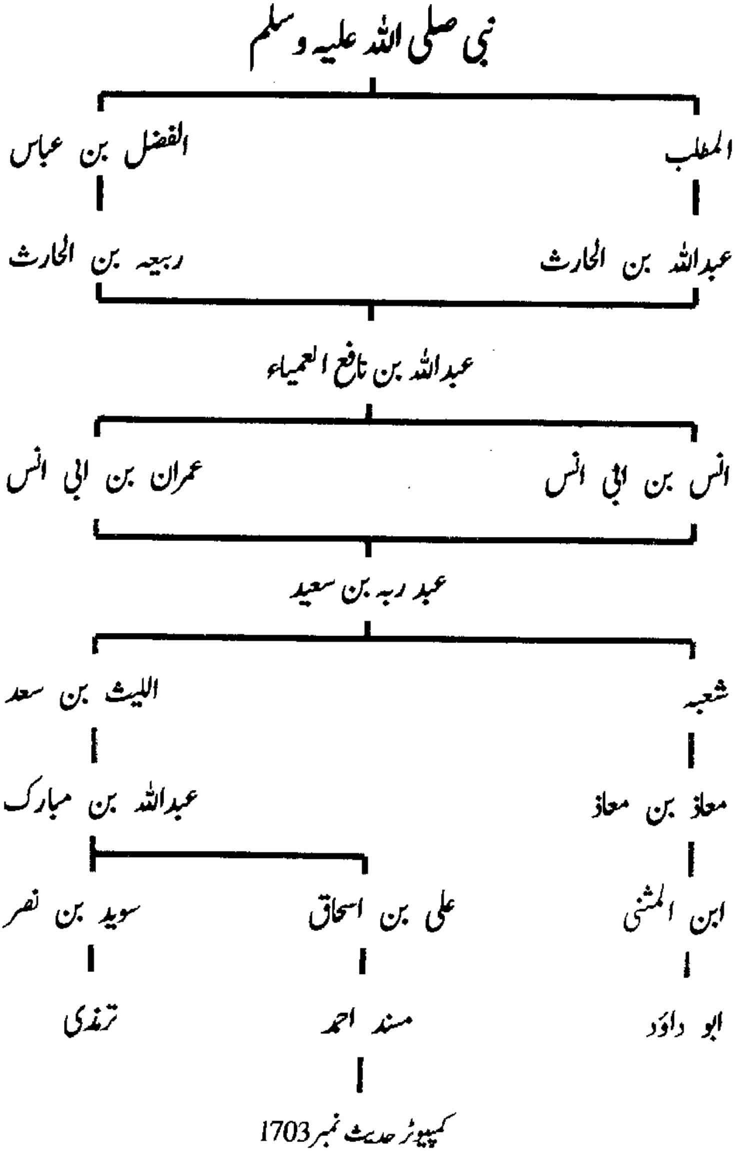
(1)- دیکھیں حق بات صفحہ 96۔
(2)- دیکھیں حق بات صفحہ 89' 92۔
(3)- ابو داؤد حدیث 1296 و ترتیب مسند احمد ج 4 صفحہ 266 و مسند ابوداؤد الطیالسی و سنن الدار قطنی و السنن الکبری۔

اللیث بن سعد اخبرنا عبد ربہ بن سعید عن عمران بن انس عن عبداللّٰہ بن نافع بن العمیا عن ربیعۃ بن الحارث عن الفضل بن عباس۔ (سنن الترمذی حدیث 385)

3- عن عبداللّٰہ حدثنی ابی ثنا علی بن اسحاق انا عبداللّٰہ بن المبارک عن لیث بن سعد حدثنا عبدربہ بن سعید عن عمران بن ابی انس عن عبداللّٰہ بن نافع بن العمیا عن ربیعہ بن الحارث عن الفضل بن عباس (ترتیب مسند احمد ج 3/159)

* * * * *

شجرہ اسناد


نبی صلی اللہ علیہ وسلم
المطلب
الفضل بن عباس
عبداللہ بن الحارث
ربیعہ بن الحارث
عبداللہ بن نافع العمیاء
انس بن ابی انس
عمران بن ابی انس
عبد ربہ بن سعید
شعبہ
اللیث بن سعد
معاذ بن معاذ
عبداللہ بن مبارک
ابن المثنی
علی بن اسحاق
سوید بن نصر
ابو داوٗد
مسند احمد
ترمذی
کمپیوٹر حدیث نمبر 1703

متن حدیث پر محدثین کا حکم :

* الجامع الصغیر میں امام سیوطی نے اس حدیث کو درج ذیل کتب کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ حم، م، د، ت، ہ

(ا)- (حم) سے مسند احمد (م) سے صحیح مسلم

(د) سے ابو داؤد (ت) سے الترمذی

اور (ہ) سے ابن ماجہ مراد ہے۔

اور اس پر انہوں نے "صح" کا رمز لگایا ہے۔ کیونکہ غالباً" انہوں نے اس حدیث کو صحیح مسلم میں ہونے کی وجہ سے صحیح کا حکم لگایا ہے حالانکہ پوری صحیح مسلم میں یہ حدیث روایت ہی نہیں کی گئی بلکہ یہ مفقود ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح مسلم میں ہوتی تو پھر صورت مختلف ہوتی جب کہ علامہ مناوی شارح الجامع الصغیر نے اس حدیث کی تشریح کرتے وقت رمز "م" یعنی مسلم حذف کردیا ہے جس کا معنی یہ ہوا کہ امام سیوطی کو اس حدیث کے مسلم میں روایت ہونے پر سہو (ا) ہوا ہے کیونکہ صحیح مسلم میں یہ حدیث روایت نہیں ہوئی ہے۔

* دوسرا پہلو جو انہوں نے اختیار کیا ہے وہ ہے اس حدیث پر رمز کا حکم 'ح' حسن لگایا گیا ہے لہذا اس چیز کا گمان غالب ہے کہ طبع کی غلطی ہو۔ "واللہ اعلم" (فیض القدیر حدیث 5090)-

* اس حدیث کو امام النسائی نے سنن الکبریٰ، امام ابو داؤد الطیالسی نے اپنی مسند اور امام ابن خزیمہ نے اپنی کتاب صحیح میں روایت کیا ہے جبکہ امام

(ا)- یا یہ غلطی کاتب کی ہے۔

المناوی نے امام الحسینی سے نقل کیا ہے۔

* فیہ اضطراب واعلال (فیض القدیر حدیث 5090)

یہ حدیث مضطرب و معلول یعنی غیر صحیح ہے۔

جبکہ اس حدیث پر شارح مسند احمد نے یہ نقل کیا ہے۔ (1)

کہ امام منذری اس حدیث کے ثابت ہونے پر متردد ہیں نیز موصوف شارح مسند نے کہا ہے کہ یہ حدیث صالح ہے مگر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

صالح واللہ اعلم مزید تفصیل ملاحظہ کریں :

اب شیخ محمد ناصر الدین البانی معروف محدث عصر حاضر کے ریمارکس اس موضوع پر ملاحظہ کریں :

* یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ انہوں نے اس حدیث کو نہ تو صحیح سنن ابی داؤد اور نہ صحیح سنن ابن ماجہ میں درج کیا۔ (2)

* یہ حدیث علمی نقطہ نظر سے صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک بنیادی راوی جو تمام اسناد میں آیا ہے۔ وہ ہے عبداللہ بن نافع العمیا جو مجہول ہے اور جب کسی سند میں کوئی مجہول راوی ہو تو وہ حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

* جب کہ پورے ذخیرہ احادیث میں اس حدیث کے نہ تو شواہد موجود ہیں اور نہ ہی متابعات جس سے اس حدیث کے حسن ہونے کا گمان مختلف طرق کی بنیاد پر کیا جا سکتا۔

* کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے؟

---

(1)- ترتیب مسند احمد، فتح الربانی جز 160/3 -

(2)- ضعیف الجامع الصغیر 3 حدیث 3514، ضعیف ابی داؤد حدیث 238، ضعیف ابن ماجہ حدیث 277، نقد التاج الجامع 123، التعلیق الرغیب 186/1، تعلیق الشیخ البانی علی ابن خزیمہ حدیث 1212-

"فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔"

مرتبہ: بشیر الرحمن سلفی الادارۃ العثمانیہ چاندنی چوک ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ کی طرف سے دو ورقہ کے صفحہ 3 میں لکھا گیا ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس کی حقیقت ملاحظہ کریں:

امام الترمذی اس حدیث کی تخریج میں لکھتے ہیں۔

قال محمد: وحديث الليث بن سعد (هو حديث صحيح) يعني أصح من حديث شعبة (1)

امام ترمذی اس حدیث کے آخر میں مندرجہ بالا الفاظ لکھتے ہیں کہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ حدیث اللیث بن سعد (وہ حدیث صحیح ہے) یعنی حدیث شعبہ سے زیادہ صحیح (بہتر) ہے۔

یہاں امام بخاری کا مقصد اس حدیث کی تصحیح نہیں بلکہ دونوں اسناد میں تقابل سے یہ ثابت کیا ہے کہ ان دونوں احادیث میں سے بہتر کون سی ہے جب کہ امام بخاری کے ریمارکس میں راوی عبداللہ بن نافع العمیا میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اس راوی حدیث پر امام بخاری نے جرح کی ہے جو یاد دہانی کے طور پر قاری حضرات کیلئے پیش خدمت ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

* لم يصح حديثه (تاریخ الکبیر جلد 5 ترجمہ 685 والضعفاء الکبیر: 2/310)

ترجمہ: اس راوی کی حدیث صحیح نہیں ہوتی۔

* هو حديث لا يتابع عليه ولا يعرف سماع هؤلاء بعضهم

---

(1)- جامع الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء التخشع فی الصلاۃ حدیث 385، علل الترمذی الکبیر: 258/1

بعض (تاریخ الکبیر 3 ترجمہ 972)

ترجمہ : (اس حدیث) یہ حدیث متابعات سے بھی ثابت نہیں کیونکہ بعض راویوں (اس حدیث کے راویوں) کا آپس میں سماع مفقود ہے۔

٭ امام الترمذی مذکورہ حدیث کے بعد لکھتے ہیں۔

قال ابو عیسیٰ سمعت محمد بن اسماعیل یقول روی شعبة هذا الحديث عن عبدربه بن سعيد' فاخطا فی مواضع...

(ترمذی شریف حدیث 385)

ترجمہ : ابو عیسیٰ (امام ترمذی) کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد بخاری سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ امام شعبہ نے اس حدیث کو عبد ربہ بن سعید سے روایت کیا ہے مگر اس میں ان سے متعدد غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ (مزید تفصیل کیلئے ترمذی کی مذکورہ حدیث 385 اور علل ترمذی الکبیر 258/1 ملاحظہ کی جا سکتی ہے) جب کہ امام عقیلی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔ (فی الاسنادين جميعا نظر) ان دونوں اسناد میں نظر ہے۔ (الضعفاء الکبیر 311/2)

٭ دوسرے اس حدیث سے نماز کے بعد اجتماعی دعا ثابت کرنے والے حضرات یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صالح یا حسن ہوتی تب بھی یہ نفلی انفرادی نماز سے متعلق ہے نہ کہ فرض جماعت کے متعلق۔ جیسا کہ ابو داؤد کے جواب اور ابن ماجہ کے متن سے ثابت ہے کہ رات کی نماز تھی جو دو رکعت ہوتی ہے' الفاظ ملاحظہ کریں :

(صلاة الليل مثنى مثنى) (ابن ماجہ حدیث 1325)۔

جس سے مراد نماز تہجد ہے۔ جیسا کہ :

والصحيح ماروی عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: (صلاة الليل مثنى مثنى) (الترمذی حدیث 597)

اور دیگر صحیح ترین احادیث میں وارد ہے۔

* حدیث ابن عمر : ان رجلا سال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن صلاۃ اللیل فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : (صلاۃ اللیل مثنی مثنی)(1)

ترجمہ : حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما : ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات کی نماز (تہجد) سے متعلق سوال کیا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز تہجد دو دو رکعت ہوتی ہے۔"

لہٰذا اس حدیث ضعیف سے استدلال کرنے والوں کا نظریہ خود بخود ہی ناقابل عمل ثابت ہوا۔

9- و عن سلمان قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : (مارفع قوم أکفھم الی اللّٰہ عز و جل یسالونہ شیئا الا کان حقا علی اللّٰہ ان یضع فی ایدیھم الذی سالوا)(2)

ترجمہ : حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی قوم اپنی ہتھیلیوں کو سوال کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھاتی ہے (اجتماعی دعا کرتی ہے) تو اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں میں

---

(1)- اللولو والمرجان حدیث 432' و صحیح بخاری کتاب الوتر باب ماجاء فی الوتر حدیث 990' اور دیکھئے حدیث 472' 473' 993' 995' 1137' و صحیح مسلم حدیث 749' و سنن ابی داؤد حدیث 1421' و جامع الترمذی حدیث 437' 461' و سنن النسائی حدیث 1666 - 1674' 1692' 1694' و سنن ابن ماجہ حدیث 1174' 1175' 1176' 1322' و سنن الدارمی حدیث 1458' و مسند احمد: 2/30' 77' 79' 81' 82' 100' 102' 113' 119' 133' 134' 141' 148' 154' و موطا مالک حدیث 247' 251' 252-

(2)- رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح بحوالہ مجمع الزوائد 10/169 و فیض القدیر حدیث 7912 "صحیح" و ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ حدیث 5072- "ضعیف"

وہ چیز رکھتا ہے جس کا وہ سوال کرتی ہے۔

* کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

حدیث نمبر 9 جو مجمع الزوائد کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے، کے آخر میں لکھا گیا ہے کہ "رجالہ رجال الصحیح" یعنی سند حدیث کے رجال صحیح ہیں۔ محدث عصر حاضر شیخ محمد ناصر الدین البانی اس اصطلاح کے متعلق لکھتے ہیں۔

* رجالہ رجال الصحیح او رجالہ ثقات او نحوذلک لا یساوی قولہ اسناد صحیح فان ھذا یثبت وجود جمیع شروط الصحۃ التی منھا السلامۃ من العلل بخلاف القول الاول، فانہ لا یثبتھا وانما یثبت شرطا واحدا فقط وھو عدالۃ الرجال و ثقتھم و بھذا لا تثبت الصحۃ کما لا یخفی۔ (1)

کہ رجالہ رجال الصحیح یا رجال ثقات اور اس طرح کے دیگر الفاظ اسنادہ صحیح کے مقابل نہیں لائے جا سکتے کیونکہ یہ الفاظ حدیث کے صحیح ہونے کی تمام شرائط پر پورے نہیں اترتے کیونکہ ایسی سند جو صحیح الاسناد ہو۔ (2)

تمام علل حدیث سے پاک ہوتی ہے۔ جب کہ رجال الصحیح اور اس قسم کے الفاظ متقاربہ سند حدیث کو ثابت نہیں کرتے بلکہ وہ عدالت رجال کو ہی فقط ثابت کرتے ہیں جب کہ محض یہ شرط صحیح حدیث کے لئے کافی نہیں

---

(1)- تمام المنۃ صفحہ 6-

(2)- سند متصل ہو، راوی عادل ہو، راوی کا حافظہ صحیح ہو، حدیث شاذ نہ ہو، حدیث میں علت نہ ہو۔ صحیح حدیث میں ان پانچ شروط کا ہونا لازمی ہے۔

کیونکہ صرف کسی راوی کا محض ثقہ ہونا باقی شروط صحیح کو پورا کرنے سے قاصر ہے کیونکہ رجالہ رجال الصحیح وغیرہ میں کوئی نہ کوئی راوی مجہول العین والعدالہ ہوتا ہے۔

لہٰذا یہ حدیث صحیح حدیث کی تمام شروط پر پوری نہیں اترتی اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے۔

* فیض القدیر جو علامہ السیوطی کی کتاب "الجامع الصغیر" کی شرح ہے' کے حوالہ سے اس حدیث پر "صح" لکھا گیا ہے جس سے بعض حضرات جو علوم حدیث سے ناواقف ہیں اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں اس کی حقیقت بھی ملاحظہ کریں۔

* علامہ سیوطی نے زیادہ سے زیادہ احادیث کو "الجامع الصغیر" میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب کہ وہ حدیث کے صحت و سقم میں متساہل واقع ہوئے ہیں۔ کیونکہ کتاب مذکور میں صحیح احادیث کو ضعیف اور سینکڑوں ضعیف احادیث کو صحیح لکھا ہے جب کہ قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ موصوف کی وفات کے بعد الجامع کو لکھنے والوں نے الٹ پلٹ کر دیا ہے۔ کیونکہ "فیض القدیر" جو الجامع کی شرح ہے' اس میں متعدد احادیث کے آخر میں رموز موجود ہی نہیں ہیں۔(1)

جب کہ علامہ مناوی صاحب فیض القدیر جو الجامع کے شارح ہیں علامہ السیوطی کے رموز سے سینکڑوں مواقع پر اختلاف کیا ہے کہ کسی حدیث کو علامہ السیوطی نے صحیح لکھا ہے تو مناوی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور کسی

---

(1)- تمام المنہ رموز السیوطی فی الجامع الصغیر لا یوثق بھا صفحہ 28 و جامع الصغیر و زیادۃ صفحہ 13' 14 و ضعیف الجامع الصغیر و زیادۃ صفحہ 5- نیز دیکھئے فیض القدیر کا مقدمہ۔

صحیح کو ضعیف جب کہ بقول مناوی کے الجامع میں کوئی موضوع حدیث جمع نہیں کی گئی جب کہ محدث ناصر الدین نے سینکڑوں احادیث جو الجامع میں موجود ہیں، سے موضوع کی نشاندہی کی ہے۔ لہٰذا گمان غالب ہے کہ نساخ الجامع سے احادیث کے رموز میں کوتاہی ہوئی ہو۔ یا خود جامع الجامع سے۔ البتہ یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ الجامع الصغیر میں بہت ساری موضوع احادیث بھی جمع ہیں جن کی تعداد کئی سو تک پہنچتی ہے اور جنہیں محدث شیخ محمد ناصر الدین البانی نے ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ میں جمع کر دیا ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی صحت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ نیز اس حدیث پر محدث عصر نے ضعیف کا حکم لگایا ہے۔

10- عن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: (ان ربکم حیی کریم یستحی ان یرفع العبد یدیه فیردهما صفرا لا خیر فیهما فاذا رفع احدکم یدیه فلیقل یا حی یا قیوم لا اله الا انت یاارحم الراحمین ثلاث مرات ثم اذا رد یدیه فلیفرغ الخیر علی وجهه) (1)-

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشک تمھارا رب پروردگار زندہ و کریم ہے جو کسی آدمی کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو رحمت سے خالی نہیں لوٹاتا۔ پس جب کوئی بندہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے تو کہے۔ یا حیی یا قیوم لا اله الا انت یا ارحم الراحمین تین دفعہ کہے اور پھر اپنے ہاتھوں والی خیر کو منہ پر پھیر لے۔

---

(1)- رواه الطبرانی و فیه الجارونی و فیه الجارود بن یزید و هو متروک مجمع الزوائد 169/10-

اس حدیث کے آخر میں خود جامع مجمع الزوائد علامہ الھیثمی نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں راوی جارود بن یزید متروک (1) ہے۔

لہٰذا یہ حدیث موضوع جھوٹی ثابت ہوئی۔ مزید تحقیق کی ضرورت باقی ہی نہ رہی اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو بھی اس سے انفرادی دعا ثابت ہوتی نہ کہ اجتماعی۔

11- و عن محمد بن ابی یحییٰ قال رایت عبداللّٰہ بن زبیر ورای رجلا رافعا یدیہ یدعو قبل ان یفرغ من صلاۃ فلما فرغ منہا قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : (لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلاتہ) (2)

ترجمہ : عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو سلام پھیرنے سے پہلے ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

* جیسا کہ حدیث نمبر 9 میں "رجالہ ثقات" وغیرہ کی تشریح کر دی گئی ہے کہ صرف کسی راوی کے ثقہ ہونے سے حدیث صحیح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حدیث صحیح کیلئے پانچ شروط کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ جب کہ یہاں صرف ایک شرط تو موجود ہے مگر باقی چار شروط جن کا ہونا لازم تھا' مفقود ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث بھی ضعیف ہوئی۔ نیز بفرض محال یہ حدیث صحیح بھی ہوتی ہے تو یہ انفرادی دعا بعد

---

(1)- متروک' واھی الحدیث یا ساقط الحدیث یہ تینوں اصطلاحات مترادف ہیں۔ متروک کا معنی ہوتا ہے وہ راوی جس کے حدیث کی توثیق و تصدیق نہ کی گئی ہو۔ ایسے راوی کی حدیثیں جھوٹی اور من گھڑت ہوتی ہیں۔

(2)- رواہ الطبرانی و ترجم لہ فقال : محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی عن عبداللّٰہ بن الزبیر ورجالہ ثقات مجمع الزاوئد 10/169-

فرائض سے متعلق ہے نہ کہ فرض نماز کے اجتماعی دعا سے اسکا تعلق ہے۔

نوٹ : کتب حدیث میں صرف دو کتابیں صحیحین کا درجہ رکھتی ہیں جو صحیح البخاری اور صحیح مسلم کے نام سے معروف ہیں جن پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے ان کتب کے بعد سنن اور دیگر کتب کا درجہ متعین ہے مگر ان میں صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع احادیث موجود ہوتی ہیں جن کا حوالہ پیش کرنے کے ساتھ ان کا حکم حدیث لکھے بغیر وہ حدیث قابل عمل نہیں ہوتی۔

سنن الاربعہ میں تو ان کتب کے جامعین نے حدیث کے حکم سے متعلق بالاغلب آگاہی کے لئے حدیث کے آخر میں متعلقہ حدیث سے متعلق معلومات فراہم کردی گئی ہیں۔ یہاں ایک وضاحت کرنا ضروری ہے جو یہ ہے کہ صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم اور مجمع الزوائد جو کتب حدیث ہیں یہ وہ کتب حدیث ہیں جن کا مقام دیگر بنیادی کتب حدیث کی مانند نہیں مثلاً"

1- **صحیح ابن حبان** : جیسے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں غالباً" صحیح احادیث جمع ہوں گی حالانکہ ایسا نہیں صحیح ابن حبان میں جہاں صحیح ہیں وہاں سینکڑوں ضعیف اور موضوع احادیث بھی موجود ہیں۔

2- **مستدرک حاکم** : اس کتاب میں جامع کے مطابق وہ سب احادیث جمع کردی گئیں ہیں جو امام بخاری اور امام مسلم یا دونوں میں سے کسی ایک کی شروط کے مطابق جمع کی گئی ہیں جو ان اماموں نے اپنی کتب بخاری و مسلم میں جمع کردی ہیں مگر حقیقتاً اس کتاب میں بھی بے شمار ضعیف اور موضوع حدیثیں موجود ہیں۔

3- **مجمع الزوائد** : وہ احادیث جو کتب ستہ میں موجود نہیں اور ان چھ کتب احادیث مسند احمد، مسند ابویعلی الموصلی، مسند البزار، المعجم الطبرانی الکبیر، المعجم الطبرانی الاوسط اور المعجم الطبرانی الصغیر میں وہ احادیث جو کتب ستہ میں موجود نہیں

ان کو مجمع الزوائد کے نام سے جمع کردیا ہے' جو اچھی کوشش ہے۔

* **تصحیح و تضعیف احادیث** میں علامہ ھیثمی صاحب مجمع الزوائد کا اپنا خاص نصاب ہے جو محدثین نے تسلیم نہیں کیا۔ مثلاً" وہ اکثر یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ رجالہ الصحیح' رجالہ ثقات یا رجالہ موثقون۔ تو یہ اصطلاحات حدیث کی صحت شروط کے لحاظ سے ناکافی ہوتی ہیں کیونکہ اس اصطلاح کی سند میں یا تو راوی مجہول العین اوالعدالہ ہو گا جو متساہلین مثلاً" ابن حبان' حاکم اور ھیثمی جیسے لوگوں کے قریب ثقہ ہوتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں۔(1)

12- عن ابن جریج عن عبدالرحمٰن بن سابط عن ابی امامة قال: قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعا اسمع قال: (جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات)(2)

ترجمہ: حضرت ابی امامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسی دعا سنی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے آخری حصہ اور فرض نمازوں کے بعد کی۔

امام ترمذی نے اس حدیث پر حسن کا حکم لگایا ہے حالانکہ یہ حدیث منقطع یعنی ضعیف ہے۔

امام ذہبی نے امام ترمذی کو تصحیح و تضعیف حدیث میں متساہل گردانا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء 275/13)

جب کہ محدث محمد ناصرالدین البانی نے مشکواۃ کی تخریج میں لکھا ہے۔

لکن فیہ عنعنة ابن جریج و کان مدلسا (اس میں عن عن

(1)- التقریب ترجمہ 4193- نیز مزید تفصیل کے لئے جامع التحصیل کے صفحہ 108' 229 اور اتحاف ذوی الرسوخ کے ترجمہ نمبر 85 کو ملاحظہ کریں۔

(2)- جامع الترمذی کتاب الدعوات باب 79 حدیث 3499' و مشکاۃ حدیث 948۔

سے روایت کیا گیا جب کہ ابن جریج مدلس ہے)

* حافظ ابن حجر ابن جریج کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: کہ وہ ثقہ اور فقیہ تو تھے مگر تدلیس اور ارسال حدیث میں معروف ہیں۔(1)

* ابن جریج المکی مدلس ہیں۔ اگر وہ صیغہ تحدیث مثلا" حدثنا' اخبرنا وغیرہ سے حدیث بیان کرتے تو ان کا اپنے اوپر کے راوی سے سماع ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ انہوں نے عن عن کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ للہذا ان کا اپنے اوپر کے راوی سے سماع ثابت نہیں۔ للہذا منقطع ہونے کی بنا پر یہ حدیث ضعیف ٹھہری جب کہ صحیح کے مقابل میں ضعیف پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی تو اس میں اجتماعی دعا کرنے کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔

نوٹ: دبرالصلاۃ سے مراد نماز سے سلام پھیرنے سے پہلے اور سلام پھیرنے سے فوری بعد کی حالت کو بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں حالتوں میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔ دبر الصلاۃ یعنی نماز میں سلام پھیرنے کی حالت سے پہلے قعدہ تشہد کے آخر میں صحیح احادیث سے دعائیں ثابت ہیں جب کہ دبر الصلاۃ یعنی سلام پھیرنے کے فوری بعد میں صحیح احادیث سے ذکر اذکار ثابت ہیں۔(2)۔

13- عن ثوبان قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: (لا یوم عبد فیخص نفسه بدعوة دونهم فان فعل فقد خانهم) (3)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

---

(1)- تفصیل کے لئے دیکھئے' صحیح الترغیب والترھیب صفحہ 39 و تمام المنۃ صفحہ 28-

(2)- مزید تفصیلات کیلئے "فتاوی مهمة تتعلق بالصلاة و کیفیة صلاة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم" صفحہ 103-104 تالیف شیخ عبدالعزیز بن باز مفتی اعظم دیار حرمین شریفین۔

(3)- سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب ایصلی الرجل وهو حاقن حدیث 91-90' و جامع الترمذی حدیث 357' و سنن ابن ماجہ حدیث 923' و مسند احمد بن حنبل: 5/250' 260' 261' 280-

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی قوم کا امام بنے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے لئے محض دعا نہ کرے اور اگر اس نے ایسا کیا تو بے شک اس نے اپنی قوم کی خیانت کی۔

* اس حدیث پر محدث محمد ناصر الدین البانی نے ضعیف کا حکم لگایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے صحیح سنن ابی داؤد' صحیح سنن الترمذی اور صحیح سنن ابن ماجہ میں صحیح کے طور پر درج نہیں کیا۔

دیکھئے ضعیف سنن ابن ماجہ حدیث 923' و ضعیف سنن ابی داؤد 11-12

نیز محدث موصوف نے اس حدیث کو ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ میں ضعیف کے طور پر حدیث نمبر 6349 میں درج کیا ہے یہ دلیل بھی باطل ٹھہری۔

لہٰذا اس حدیث پر مزید جرح کی ضرورت ہی نہیں۔

14- عن انس رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: (ما اجتمع ثلاثة بدعوة قط الا کان حقا علی اللہ ان لا یرد ایدیهم صفرا) (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی اکٹھے مل کر دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا۔

شعب الایمان للبیهقی کے محقق و تخریج شدہ نسخہ میں یہ حدیث محقق نے حذف کردی ہے کیونکہ انہوں نے صرف صحیح احادیث ہی کو اس کتاب میں درج کیا ہے۔(1)

اس نسخہ میں یہ حدیث مفقود ہے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا

---

(1)- مختصر شعب الایمان للبیهقی اختصرہ الامام ابو المعالی القزوینی و حقق نصوصہ و خرج احادیثہ و علق علیہ عبدالقادر الارناؤوط۔

یہ دلیل بھی ناکارہ ثابت ہوئی۔ (1)

15- ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : (کان اذا فرغ من صلوۃ رفع یدیہ و ضمھما وقال ای الدعاء(2)

ترجمہ : کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور دنوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ملا کر رکھتے اور دعا کرتے۔

---

(1)- اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیہ اولیاء میں بھی روایت کیا ہے۔ (جلد 3 صفحہ 226 البغیہ فی ترتیب احادیث الحلیہ) اس حدیث کی سند میں حبیب بن ابی حبیب جو حبیب بن رزیق الحنفی مصری ابو محمد کاتب امام مالک جو وضاع کذاب تھا' اس حدیث کو ابن عدی نے کامل فی الضعفاء 2/ 820 میں ذکر کیا ہے اور فرمایا' و ھذا الحدیث لیس لہ اصل انما یروی زید بن اسلم عن انس نفسہ و حبیب رواہ عن ھشام بن سعد عن زید بن اسلم عن انس و ھذہ الاحادیث مع غیرھا مما روی حبیب عن ھشام بن سعد کلھا موضوعۃ و عامۃ حدیث حبیب موضوع المتن مقلوب الاسناد ولا یحتشم حبیب فی وضع الحدیث علی الثقات وامرہ بین فی الکذابین' حافظ ابن عدی نے اس حدیث کو بے بنیاد قرار دیا اور فرمایا کہ حبیب عن ہشام کی سب احادیث جھوٹی ہیں اور عام طور پر حبیب کی احادیث جھوٹی مقلوب متن اور اسناد ہیں جب کہ حبیب ثقات کی طرف جھوٹی احادیث منسوب کرنے میں کوئی شرم نہیں کرتا' حبیب کا جھوٹوں میں سے ہونا واضح امر ہے۔ اس حدیث کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے اور اس جھوٹے راوی کو آئمہ الجرح والتعدیل نے جھوٹا قرار دیا ہے۔ دیکھئے: بحر الدم 169' تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین 145' تقریب التہذیب 1087' تہذیب التہذیب 2/158' الجرح والتعدیل 3/100' دیوان الضعفاء 823' سوالات ابن الجنید 888' سوالات مسعود السجزی 312' الضعفاء والمتروکون النسائی 161' الضعفاء والمتروکون الدارقطنی 171' الضعفاء والمتروکون ابن الجوزی 752' الضعفاء الکبیر 1/264' الکشف الحثیث 208' العلل و معرفۃ الرجال امام احمد 1528' 1538' المجروحون من المحدثین 1/265' معجم الجرح والتعدیل لرجال البیہقی 81' معرفۃ الرجال 109' المغنی فی الضعفاء 1287' میزان الاعتدال 1696' یحیی بن معین و کتابہ التاریخ 2/97-

(2)- بحوالہ اجتماعی دعا کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے چوتھی دلیل کتاب الزھد والرقائق صفحہ 405-

* اس حدیث کو پیش کرنے والوں نے نہ تو اس کا صحیح حوالہ دیا ہے اور نہ ہی حکم حدیث لکھا ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس سے دعا کا طریقہ بتایا گیا ہے نہ کہ اجتماعی دعا کرنے کا حکم۔

16- عن سلمان قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (ان ربکم تبارک و تعالٰی حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردھما صفرا) (1)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارا رب پروردگار برکت و عالی شان والے حیا و لحاظ کرتے ہیں اس شخص کا جو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے تو اس کے ہاتھوں کو خالی بغیر رحمت کے نہیں لوٹاتا۔

* اس حدیث سے انفرادی دعا کی ترغیب دی گئی ہے نہ کہ اجتماعی دعا کی انفرادی دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنا مطلوب مومن ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کی جائے۔

17- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (یایھا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم (سورت البقرہ/172) ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یارب یارب و مطعمہ حرام و مشربہ حرام و ملبسہ حرام، و غذی بالحرام فانی یتسجاب لذلک)(2)

---

(1)- سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب الدعاء حدیث 1488، و جامع الترمذی حدیث 3556، و سنن ابن ماجہ حدیث 3865، و مسند احمد: 438/5-

(2)- صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ باب قبول الصدقہ من الکسب الطیب و ترتیبھا حدیث 1015، و جامع الترمذی حدیث 2989، و سنن الدارمی حدیث 2717، و مسند احمد: 328/2-

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا کردہ پاکیزہ رزق سے کھاؤ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر (حج و عمرہ) کرتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں' ہاتھ دعا کے لئے آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے اور اے رب اے رب پکار رہا ہے مگر اس کا کھانا پینا اور لباس حرام کا ہے تو کیا ایسے شخص کی دعا کیا قبول ہوگی؟

اس صحیح حدیث سے انفرادی دعا کی دلیل ملتی ہے نہ کہ اجتماعی دعا کی۔

18- حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین کے ساتھ انکا واقعہ منقول ہے کہ فجر کی اذان کہی گئی۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز کو پورا کرلیا یعنی نماز سے فارغ ہوئے :

* و نصب فی الدعاء ورفع یدیہ وفعل الناس مثلہ (1)

یعنی حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے اور تمام لوگوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ (بحوالہ اجتماعی دعا کا ثبوت ..... پانچویں دلیل)

اس دلیل میں :

(1) اس قصے کا ذکر کسی حدیث کی کتاب میں اس طرح نہیں ہے(2)-

---

(1)- البدایہ والنہایہ خلافۃ ابی بکر الصدیق ذکر ردۃ اھل البحرین وعودھم الی الاسلام جلد 3 جز 7 صفحہ 333-

(2)- دیکھئے المعجم الصغیر حدیث 392- علامہ طبرانی اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں۔ لم یروہ عن ابی کعب عبد ربہ بن عبید صاحب الحریر البصری الا ابراہیم صاحب الھروی و لم یروہ عن الحریری الا ابو کعب اور مجمع الزوائد میں : 376/9' علامہ ھیثمی فرماتے ہیں کہ امام طبرانی نے اسے معجم الکبیر والاوسط والصغیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابراہیم بن معمر ہیں جسے میں نہیں جانتا اور باقی راوی سب ثقات ہیں۔

(2) یہ ایک تاریخی کتاب میں کسی سند کے بغیر قصہ وارد ہے۔

(3) جب انہوں نے دعا کرنا شروع کی تو لوگوں نے بھی دعا کرنا شروع کر دی لیکن اس قصہ میں نہ تو دعا اونچی آواز سے کر رہے تھے اور نہ ہی لوگ آمین آمین کہہ رہے تھے بلکہ آپ بہت انکساری سے دعا مانگ رہے تھے اور لوگ بھی دعا مانگ رہے تھے۔ اس طرح کا قصہ ابن سعد نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے علاء بن الحضرمی کے بارے میں نقل کیا ہے جس میں یہ ہے کہ جب دھناء کے قریب پہنچے تو لوگوں کے پاس جو پانی تھا ختم ہو گیا تو علاء بن الحضرمی نے دعا کی تو ریتیلی زمین کے نیچے سے پانی کا چشمہ نکلنا شروع ہو گیا جس سے سب لوگوں نے پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ (طبقات بن سعد 363/4)

(4) اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ علاء رضی اللہ عنہ مجاب دعاء تھے۔

(5) یہ حدیث اگر صحیح ہو تو مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے جب کہ امت مسلمہ کو حضرت محمد مصطفیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

علیکم بسنتی "تم پر میری سنت پر عمل کرنا ضروری ہے۔"

اجتماعی دعا کے ثبوت کے مرتب نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی حکم حدیث لکھا ہے۔ (1)

19- حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے دفن کے متعلق فرمایا۔ (استغفروا لاخیکم' وسلوا لہ التثبیت فانہ الآن یسال) (2)

ترجمہ : اپنے بھائی کیلئے مغفرت اور ثابت قدمی طلب کرو۔ کیونکہ اب

---

(1)- کیونکہ یہ قصہ سند کے بغیر ہے اس لئے نہ تو یہ دلیل بن سکتا ہے اور نہ ہی حجت۔

(2)- یہ حدیث صحیح ہے۔ سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب الاستغفار عندالقبر للمیت حدیث 3221' و ترتیب مسند احمد: جلد 8 صفحہ 65' و ایضا" ابرار' و مستدرک الحاکم جلد 1 صفحہ 370-

اس سے سوال کیا جارہا ہے۔

اس حدیث سے بھی ہمارے بعض بھائی اجتماعی دعا کی دلیل پکڑ لیتے ہیں جو صحیح نہیں۔ کیونکہ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی صحابہ کرام نے اس وقت اجتماعی دعا کی لہٰذا یہ دلیل بھی اس مناسبت سے صحیح نہیں۔

یہاں بھی انفرادی طور پر اپنے بھائی کی استقامت کیلئے دعائے مغفرت کا ذکر ہے۔

20- حضرت اسامہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر عرفات میں ردیف یعنی ان کے پیچھے بیٹھا تھا کہ وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ (فرفع یدیہ یدعو) (1)

اس حدیث کو بھی اجتماعی دعا کے لئے پیش کیا جاتا ہے جو صحیح نہیں کیونکہ یہ پورے عرفات کیلئے ہر فرد کیلئے انفرادی دعا کے لئے ہے نہ کہ اجتماعی دعا کے لئے۔ کیا آپ نے سب صحابہ کو ایک جگہ اجتماعی دعا کرائی تھی؟

* * * * *

(1)- صحیح الاسناد۔ سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب رفع الیدین فی الدعاء بعرفۃ حدیث 3011' و صحیح مسلم حدیث 1280' ترتیب مسند احمد: ج 12 صفحہ 29 حدیث 331' و مسند ابو داؤد الطیالسی حدیث 2174- اس طرح کی مزید احادیث دیکھئے صحیح بخاری حدیث 1751' 1752' و سنن ابن ماجہ حدیث 3032' و سنن الدارمی حدیث 1903-

٭ خلاصہ ٭

٭ اجتماعی دعا کے دلائل کی حقیقت میں آپ نے مجوزین اجتماعی دعا کے دلائل کا تجزیہ دیکھا۔

محترم قارئین! اجتماعی دعا کے مجوزین کے پاس غیر صحیح احادیث' غیر معروف دور ازکار کتب کی ضعیف یا موضوع احادیث کے علاوہ ایک بھی صحیح حدیث موجود نہیں۔

لہٰذا وہ عمل جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک بھی صحیح حدیث موجود نہیں' پر عمل کرنے والے حضرات اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا جواب دیں گے؟

نیز حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے سلسلہ میں جو قواعد و ضوابط محدثین نے جاری کئے ہیں جن پر امت مسلمہ پر عمل چلا آرہا ہے' اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

٭ اصول عمل حدیث ٭